قال اللہ تعالیٰ وقال القرآن یہدی للتی ھی اقوم

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

جامعہ اشرفیہ لاہور کا ترجمان

ماہنامہ

الحسن

لاہور

ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ محرم ۱۴۴۶ھ جولائی 2024ء

بیاد: حضرۃ مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ

بانی جامعہ اشرفیہ خلیفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

برکاتِ دعا

دوسروں کے لئے دعا کی برکت سے اللہ کی طرف سے خاص انعام

عارف باللہ شیخ المشائخ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، حدیث مبارکہ میں ہے، اگر کوئی مسلمان روزانہ ستائیس مرتبہ (کثرت سے) تمام مسلمانوں کے لئے دعائے رحمت ومغفرت کرتا رہے تو اس کی ساری دعائیں قبول ہوجاتی ہیں۔ (طبرانی کبیر)

یعنی امت کے لئے رحمت ومغفرت کی دعائیں کرنے والے کو اللہ تعالیٰ (درج ذیل) تین انعامات سے نوازتے ہیں۔

پہلا انعام:۔ خود مستجاب الدعوات بن جاتا ہے۔

دوسرا انعام:۔ اس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

تیسرا انعام:۔ اس کے رزق میں برکت وفراغت (کشادگی) ہوتی ہے۔

رحمت اور مغفرت کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ کو خود تباہ کیا، اور اگر تو ہم کو معاف نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم بالکل برباد ہوجائیں گے۔

(سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۳)

بانی

حضرۃ مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کفالت پیکج

شعبۂ حفظ غیر رہائشی غیر امدادی

ماہانہ خرچ فی طالب علم

5000

سالانہ خرچ فی طالب علم

60000

شعبۂ کُتب رہائشی امدادی

ماہانہ خرچ فی طالب علم

7500

سالانہ خرچ فی طالب علم

90000

متعلقینِ قرآن وسنت کی خدمت شیوۂ پیغمبری ہے،
آپ حضرات اپنے اور اپنے پیاروں کے صدقۂ جاریہ کے لئے
ایک یا ایک سے زائد طلباء کی کفالت ترتیب میں حصہ لے سکتے ہیں۔

حافظ فضل الرحیم اشرفی مُہتمم جامعہ اشرفیہ فیروز پُور روڈ لاہور

فون نمبر: 042-37429092-93-94 فیکس نمبر: 37503339

میزان بینک اکاؤنٹ نمبر: 0209-0100423912 البرکہ اسلامی بینک اکاؤنٹ نمبر: 0113121870010

میاں عثمان پراچہ
ونڈر بریڈ گروپ آف انڈسٹریز
کراچی، کوئٹہ، لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی/اسلام آباد، پشاور

WONDER
WONDER BREAD International

Happilac PAINTS
COLORS OF HAPPINESS

مٹتے رہیں داغ
مُسکراتی رہے زندگی

Easy Wipe
Premium Matt Finish
Environment-Friendly
Waterproof
Stainproof

Stain Resistant Matt Emulsion

Remove all water-based stains

جامعہ اشرفیہ لاہور کا ترجمان

ماہنامہ

الحسن

لاہور

جلد ۳۹ | ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ محرم ۱۴۴۶ھ بمطابق جولائی 2024ء | شمارہ ۶

بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمد حسن امرتسری نور اللہ مرقدہ
بانی جامعہ اشرفیہ لاہور

ببرکات دعاء
حضرت مولانا
محمد عبید اللہ المفتی نور اللہ مرقدہ

ثمرہ دعا
حضرت مولانا
عبدالرحمن اشرفی نور اللہ مرقدہ

سرپرست و پبلشر
حضرت مولانا حافظ
فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور

مدیر منتظم
مولانا قاری ارشد عبید
نائب مہتمم و ناظم اعلیٰ، جامعہ اشرفیہ، لاہور

معاون منتظم
مولانا محمد یوسف خان
ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ، لاہور

معاون مدیر
مولانا سیف الرحمن المہند
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

ناظم شعبہ نشرواشاعت
حافظ اسعد عبید
ناظم شعبہ نشرواشاعت، جامعہ اشرفیہ، لاہور

معاونین
جناب عتیق انور ◎ مولانا محمد امجد کاشمیری ◎ حافظ عمران حمید اشرفی

معاون پبلشر
مولانا احمد حسن اشرفی
نائب مہتمم و استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

مدیر
حافظ زبیر حسن
نائب مہتمم (دوم)، استاذ الحدیث و پرنسپل معہد امام القراء جامعہ اشرفیہ لاہور

سب ایڈیٹر
حافظ اجود عبید
ناظم شعبہ حفظ و ناظرہ جامعہ اشرفیہ

ناظم ترتیب و پروف ریڈنگ
مولانا عبدالمتین قاسمی
+92-333-4484367

ترتیب

صفحہ نمبر

حمد باری تعالیٰ ..... (مولانا ظفر علی خان) ۶

اللہ اللہ اے فلک تو دیکھ شان مصطفےٰ ﷺ ..... (جناب قتیل میرٹھی) ۷

کلمۃ الحسن

حج کے بعد کی زندگی ..... ("مدیر الحسن" کے قلم) ۸

درس قرآن از نکات القرآن

نکات القرآن .. (حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی) (ترتیب و انتخاب: حضرت مولانا محمد حسن اشرفی) ۱۰

درس حدیث

یوم عاشورہ کی فضیلت ..... (مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی مدظلہ) ۱۳

اسوۂ رسول اکرم ﷺ

چھوٹوں پر رحم بڑوں کا اکرام ..... (ترتیب و انتخاب: مولانا قاری ارشد عبید مدظلہ) ۱۶

الکلام الحسن

ملفوظات حکیم الامت ..... (ترتیب: مفتی محمد حسن اشرفی مدظلہ) ۲۰

نشر الطیب

آں حضرت ﷺ کی مہک ..... (حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) ۲۲

خلفاء حکیم الامت

مولانا عبدالمجید کوٹھیاوی رحمۃ اللہ علیہ ..... (حافظ قاری ڈاکٹر فیوض الرحمٰن) ۲۴

اصلاح و ایضاح

ایمان کی دو آنکھیں ..... (حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ) ۲۵

گناہ اور اس سے توبہ و استغفار ..... (پروفیسر جناب حضرت مولانا محمد یوسف خان) ۲۷

وقت عظیم سرمایہ ..... (حضرت مولانا حسن اشرفی) ۲۹

عقیدہ ختم نبوت ..... (مولانا زبیر حسن) ۳۱

غصہ پر قابو پانا ..... (حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری) ۳۴

اسلام میں معاملات کی اہمیت ..... (شیخ الحدیث حبیب اللہ القاسمی) ۳۶

اہل بیت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عقیدت ..... (حضرت مولانا ڈاکٹر طارق محمود کی) ۳۸

اسلامی نظام کیوں؟ ..... (مولانا اویس بن ارشد عبید) ۴۰

اسلام میں سلام ..... (مولانا رضوان اللہ پشاوری) ۴۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مفصل تاریخی وصیت ..... (مولانا محمد اصغر کرنالوی) ۴۴

مقالات و مضامین

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ..... (مولانا محمد زبیر طاہر) ۴۶

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے ماہ و سال ..... (حضرت مولانا زبیر حسن) ۴۸

سیدنا حضرت حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم ..... (جناب ابن سرور مولانا محمد اویس) ۵۰

جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ..... (حضرت مولانا عدنان فاروق) ۵۱

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ..... (حضرت مولانا سعد بن اسعد عبید) ۵۴

پہلی صدی ہجری کی مشہور فقیہہ خاتون اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ..... (عصمت اللہ نظامانی) ۵۶

طب نبوی ﷺ

کیلشیم قدرت کا تحفہ ..... (جناب حکیم حبیب (بی ای ایم ایس)) ۵۸

دارالافتاء ..... (حضرت مولانا مفتی شاہد عبید مدظلہ) ۶۱

اخبار الجامعہ ..... (مولانا حافظ اسعد عبید) ۶۲

شرح نقائص اقبال ..... (ڈاکٹر قاری محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ) ۶۴

فی شمارہ ..... ۶۰/- روپے

سالانہ زر تعاون ..... ۶۰۰/- روپے

سالانہ زر تعاون بیرون ممالک

ریاست ہائے متحدہ امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، برطانیہ، ناروے، جرمنی، تھائی لینڈ، برما، ویسٹ انڈیز ..... ۳۰/- امریکی ڈالر

سعودی عرب، انڈیا، بحرین، عمان، متحدہ عرب امارات ..... ۳۰/- امریکی ڈالر

ایران، بنگلہ دیش ..... ۳۰/- امریکی ڈالر

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

شہزاد انور (اکاؤنٹنٹ)

دفتر ماہنامہ الحسن

جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ مسلم ٹاؤن لاہور

فون: +92-42-3750 3445

اکاؤنٹ ٹائٹل:

ماہنامہ الحسن

MAHNAMA AL HASAN

بینک اکاؤنٹ نمبر

0112035401127190

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ

شاہراہ قائداعظم لاہور

Email Address:

monthlyalhasan@yahoo.com

Web site:

www.jamiaashrafia.org.pk

- پبلشر: حافظ فضل الرحیم اشرفی
- پرنٹر: ملک عید محمد مومنی روڈ، لاہور

حمد

مولانا ظفر علی خان

بنائے اپنی حکمت سے زمین و آسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے

تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکرِ ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاج جسم و جاں تو نے

نہیں موقوف خلاقی تری اس ایک دُنیا پر
کئے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

ترے ادراک میں ہے عقل حیراں اور سرگرداں
ہمیں چکر میں ڈالا بخش کر وہم و گماں تو نے

بہارِ عارضِ گل سے لگا کر آگ گلشن میں
طیورِ صبح خواں کو کر دیا آتش بجاں تُو نے

جوانی میں جسے بخشی دل آرائی و رعنائی
بڑھاپے میں اُسی عارض پر ڈالیں جھریاں تُو نے

کسی کو تا کہ اپنی سربلندی پر نہ غرہ ہو
ازل سے کی نگوں ساری نصیب آسماں تو نے

دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہو کر ہمیں اپنا نشاں تو نے

نہ ہوتی گر خودی ہم میں تو جو تو تھا وہی ہم تھے
یہ پردہ کس لیے ڈالا ہے یارب درمیاں تو نے

بلا اطاعت بھی ہم بندے ترے تھے پھر پرستش کی
ہمارے پاؤں میں کیوں ڈال دی ہیں بیڑیاں تو نے

کشائش عقدہ زُلف چلیپا کی جو مشکل تھی
لیا کیوں دل سے پھر دار و رسن کا امتحاں تو نے

ہم اب سمجھے کہ شاہنشاہ ملک لامکاں ہے تو
بنایا اک بشر کو سرورِ کون و مکاں تو نے

محمد مصطفٰی کی رحمۃ للعالمین سے
بڑھائی یارب اپنے لطف اور احساں کی شاں تو نے

مئے لا تقنطوا کے نشہ میں سرشار رہتا ہوں
سیہ مستیوں کو بخشی ہے حیات جاوداں تو نے

اللہ اللہ اے فلک تو دیکھ شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب قلق میرٹھی

اللہ اللہ اے فلک تو دیکھ شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
چومتے ہیں سب ملائک آستان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیوں بشر عاجز نہ ہو وصف شہ لولاک میں
خود ہے جب خلاق عالم مدح خوانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے مدینہ کو شرف بس گلشن فردوس پر
بس گیا خوشبوئے قرآں سے مکانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افتخار اولیاء تاج سر پر انبیاء
رونق باغ ارم روح روان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روضہ اقدس پر ہے کیا نور ہر دم جلوہ گر
چومتی ہیں خلد سے حوریں مکان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آیۂ تطہیر کس کی شان میں نازل ہوئی
مرتبہ کس کا یہ ہے جز خاندانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گرد پھرتی ہے نسیم خلد با شوق تمام
چومنے کو روضہ عنبر فشان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب قدم پہنچا سر معراج اس سردار کا
بن گیا عرش بریں فرش مکان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رونق بستاں جنت سرور باغ ارم
شافعِ روزِ جزا قربان شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باعث ایجاد عالم مالک ہر دوسرا
کاشف اسرار حق معجز بیان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مخزن علم الٰہی مصدر لطف خدا
مظہر اسرار خالق ہے زبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب سوا نیزہ قریب آئے گا سر پر آفتاب
حشر میں سایہ فگن ہوگا نشان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیوں تاب آفتاب نہ ہو سر دحشر میں
ہے جلوہ ریز مہر وہاں روئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل حساب پوچھتے ہو کیا قلق کا حال
ہاں رند ہے مگر ہے ثنا گوئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلمۃ الحسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدیر الحسن کے قلم سے

اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی الہ وسلم تسلیما

حج کے بعد کی زندگی

حج صاحب استطاعت پر اسلام کی فرض کردہ اہم عبادت ہے وسائل کی کمی کے زمانہ میں لوگ اس سفر حج میں کئی کئی مہینے لگاتے تھے اس کا بڑا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ لوگوں کو مکمل طور پر دینداری اور دینی مسائل اور ان سے متعلقہ باتیں سیکھنے کا بھر پور موقع ملتا تھا گویا کہ یہ سفر حج ایک قسم کا چلتا پھرتا مدرسہ تھا جس سے خاص طور سے دور دراز علاقوں کے آنے والے بھر پور فائدہ اٹھاتے تھے۔

تاہم موجودہ وسائل کے دور میں جہاں حج چند ایام تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اور اخراجات بھی عام آدمی کی پہنچ سے بہت زیادہ بڑھ چکے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے اس سلسلہ خیر کو قیامت تک کیلئے جاری رکھیں گے تاہم اس سعادت عظمیٰ کو حاصل کرنے والوں کیلئے غور طلب بات یہ ہے کہ:۔

سب سے پہلے حج سے پہلے اور حج کے بعد والی زندگی کا موازنہ کریں کہ حج کے بعد رجوع الی اللہ، عبادات کا اہتمام تمام مسلمان اور اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ میل جول خاص طور سے صلہ رحمی اور کاروباری معاملات میں شرعی حدود کی پابندی اور اخلاقی حالت میں تبدیلی آئی ہے یا نہیں؟

اب اس عبادت (حج) کے بعد اپنے اندر اصلاحی شکل وصورت و لباس وضع وقطع کے اعتبار سے ایسی تبدیلی ہونی چاہیئے کہ دیکھنے والا بھی کہے کہ اس طرح کا مسلمان ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو پورے دین پر چلنے والا بنائے۔ آمین

ہمارے ملک کی صورت حال اور اس کا حل

وطن عزیز کو بنے ۷۵ سال ہو گئے ہمارے بعد یا ہمارے ساتھ آزاد ہونے والے ممالک ہم سے بہت آگے ہیں جنہوں نے اپنی مشیعت پر توجہ کی اور ہر اعتبار سے اپنے آپکو بہت آگے پہنچا دیا ہے اور آج وہ دنیا کے لیے بہترین نمونہ ہیں جن میں ہمارے پڑوسی ممالک کے علاوہ کئی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے جن کی کرنسی ہم سے بہت آگے ہے اور ہر چیز ان کے کنٹرول میں ہے۔

اس کی وجہ یقیناً امداد کے نام پر بنے غیر ملکی ادارے ہیں جو ہمارے جیسے ممالک کو اپنے شکنجے میں پھنساتے ہیں ان ممالک یا ان ممالک کے اداروں سے تنہا ہونا شاید مصلحت کی بنا پر ہمارے جیسے ممالک کے لئے ممکن نہ ہو مگر اس سے احتیاط کے لئے غیر محسوس انداز میں ہر ممکن اقدام کرنے کی ضرورت ہے وگرنہ ہمارا ضمیر اور آنے والی نسل ہمیں معاف نہ کرے گی۔

دوسری طرف ایک بڑی وجہ خود انحصاری، خودداری اور کفایت شعاری ہے، یعنی اپنی ذات، اپنے گھر والوں اور اپنے بچوں میں خود اعتمادی کا احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ بحیثیت قوم ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ یعنی خواص اور عوام قومی مصنوعات کا استعمال اور غیر ملکی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں، دوسرا آمدن اور خرچ کا توازن لازم ہے۔

یقیناً اس طرح فرداً فرداً قابل عمل کفایت شعاری پر عمل ہوگا تو پھر قوم بن جائے گی اور قوم سے ہی ملک وجود میں آتے ہیں اور پھر جب ہم اپنے ذمہ کا کام کریں گے تو وہ وقت دور نہیں کہ ہم کھویا ہوا دوبارہ اپنا وہ مقام حاصل کر لیں جس کے لیئے ہمارے بزرگوں نے قربانیاں دے کر اس ملک کو حاصل کیا تھا۔ کفایت، خودداری اور خود انحصاری پر اللہ کی مدد کا وعدہ ہے۔

نکات القرآن

حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
(سابق نائب مہتمم وشیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور)
ترتیب وانتخاب: مولانا محمد حسن اشرفی (مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور)

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ(۳۸)وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(۳۹) (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۳۸،۳۹)

جنت سے زمین پر اترنے کا حکم ماقبل میں آچکا ہے، اس جگہ پھر اس کو مکرر لانے میں غالباً حکمت یہ ہے کہ پہلی آیت میں زمین پر اتارنے کا ذکر بطور عتاب اور سزا کے آیا تھا، اسی لئے اس کے ساتھ انسانوں کی باہمی عداوت کا بھی ذکر کیا گیا، اور یہاں زمین پر اتارنے کا ذکر ایک خاص مقصد خلافت الٰہیہ کی تکمیل کے لئے اعزاز کے ساتھ ہے، اسی لئے اس کے ساتھ ہدایت بھیجے کا ذکر ہے جو خلافت الٰہیہ کے فرائض منصبی میں سے ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگرچہ زمین پر اترنے کا ابتدائی حکم بطور عتاب اور سزا کے تھا، مگر بعد میں جب خطا معاف کر دی گئی تو دوسری مصالح اور حکمتوں کے پیش نظر زمین پر بھیجنے کے حکم کو اس کی حیثیت بدل کر برقرار رکھا گیا، اور اب ان کا نزول زمین کے حاکم اور خلیفہ کی حیثیت سے ہوا، اور یہ وہی حکمت ہے جس کا ذکر تخلیق آدم کے وقت ہی فرشتوں سے کیا جا چکا تھا، کہ زمین کے لئے ان کو خلیفہ بنایا ہے۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اس آیت میں آسمانی ہدایات کی پیروی کرنے والوں کے لئے دو انعام مذکور ہیں، ایک یہ

کہ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا، دوسرے وہ غمگین نہ ہوں گے۔

خَوْفٌ، آئندہ پیش آنے والی کسی تکلیف ومصیبت کے اندیشہ کا نام ہے اور حُزْن کسی مقصد ومراد کے فوت ہوجانے سے پیدا ہونے والے غم کو کہا جاتا ہے غور کیا جائے تو عیش وراحت کی تمام انواع واقسام کا ان دو لفظوں میں ایسا احاطہ کر دیا گیا ہے کہ آرام وآسائش کا کوئی فرد اور کوئی قسم اس سے باہر نہیں، پھر ان دونوں لفظوں کی تعبیر میں ایک خاص فرق کیا گیا ہے کہ خَوْفٌ کی نفی تو عام انداز میں کر دی گئی مگر حُزْن کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ لَا حُزْنَ عَلَيْهِمْ بلکہ بصیغہ فعل لایا گیا، اور اس کی ضمیر فاعل کو مقدم کر کے وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ فرمایا گیا، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ کسی چیز یا مراد کے فوت ہونے کے غم سے آزاد ہونا صرف ان ہی اولیاء اللہ کا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات کی مکمل پیروی کرنے والے ہیں، ان کے سوا کوئی انسان اس غم سے نہیں بچ سکتا، خواہ وہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو یا دنیا کا بڑے سے بڑا مالدار، کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا جس کو اپنی طبیعت اور خواہش کے خلاف کوئی بات پیش آئے اور اس کا غم نہ ہو، جیسا کہا گیا ہے۔

دریں دنیا کسے بے غم نباشد
دگر باشد بنی آدم نباشد

بخلاف اولیاء اللہ کے کہ وہ اپنی مرضی اور ارادے کو اللہ رب العزت کی مرضی اور ارادے میں فنا کر دیتے ہیں، اس لئے ان کو کسی چیز کے فوت ہونے کا غم نہیں ہوتا، قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی اس کو ظاہر کیا ہے کہ خاص اہل جنت ہی کا یہ حال ہوگا کہ وہ جنت میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر کریں گے کہ ان سے غم دور کر دیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کچھ نہ کچھ غم ہونا ہر انسان کے لئے ناگزیر ہے بجز اس شخص کے جس نے اپنا تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ مکمل اور مضبوط کر لیا ہو، خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے۔

جو بچنا ہو غموں سے آپ کا دیوانہ ہو جائے

اس آیت میں اللہ والوں سے خوف وغم کی نفی کرنے سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی کسی تکلیف یا کسی خواہش ومراد پر ان کو خوف وغم نہ ہوگا، آخرت کی فکر وغم اور اللہ جل شانہ کی ہیبت وجلال تو ان پر اور سب سے زیادہ ہوتی ہے، اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یہ آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر غمگین اور متفکر رہتے تھے، وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فکر وغم کسی دنیوی نعمت کے فوت ہونے یا کسی مصیبت کے خطرہ سے نہیں، بلکہ اللہ جل شانہ کی ہیبت وجلال سے اور امت کے حالات کی وجہ سے تھا۔

نیز اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ دنیا میں جو چیزیں خوفناک سمجھی جاتی ہیں ان سے انبیاء واولیاء کو بشری طور پر طبعی خوف نہ ہو، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب لاٹھی کا سانپ بن گیا تو ان کا ڈر جانا قرآن مجید میں مذکور ہے اَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی کیونکہ یہ فطری اور طبعی خوف ابتدائی حال میں تھا، جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ تو یہ ڈر بالکل نکل گیا،

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ خوف عام انسانوں کی طرح اس بنیاد پر نہ تھا کہ یہ سانپ ان کو کوئی تکلیف پہنچائے گا بلکہ اس لئے تھا کہ بنی اسرائیل اس سے کہیں گمراہی میں نہ پڑ جائیں تو یہ خوف ایک قسم کا اخروی تھا۔

آخری آیت وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے یہ بتلا دیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت کی پیروی نہیں کریں گے اُن کا ٹھکانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہوگا، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس ہدایت کو ہدایت سمجھنے اور اس کی پیروی کرنے سے انکار کر دیں یعنی کفار اور مومنین جو ہدایت کو ہدایت ماننے کا اقرار کرتے ہیں وہ عملاً کیسے بھی گناہگار ہوں اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ واللہ اعلم

☆☆☆☆☆

درسِ حدیث

حافظ فضل الرحیم اشرفی
شیخ الحدیث مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

یوم عاشورہ کی فضیلت

عن ابی قتادۃ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صیام یوم عاشوراء إنی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ

''حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل روایت میں) روایتاً ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشوراء کے دن کا روزہ گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔'' (رواہ مسلم)

محرم کی دسویں تاریخ کا نام ''یوم عاشورہ'' اسلام سے پہلے چلا آرہا ہے، لغت کی کتابوں میں یہ نام چار انداز سے ملتا ہے۔ عشوریٰ، عاشور، عاشوراء، عاشوریٰ لیکن اردو میں لکھی گئی کتب میں اکثر جگہ عاشورہ لکھا گیا ہے اس دن کا نام ''یوم عاشوراء'' اس لئے رکھا گیا کہ اس تاریخ کو بہت سے اہم واقعات پیش آئے تو کئی دسویں تاریخیں جمع ہونے کی بناء پر اس کا نام ''یوم عاشورہ'' ہو گیا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ ''خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی'' ص ۱۸۰ میں لکھتے ہیں کہ عاشوراء کو آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی، نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ کے کنارے پر ٹھہری تھی، موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی، اور فرعون غرق ہوا تھا، عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، اور اسی دن آسمان پر اٹھائے گئے، اسی دن یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی اور اسی دن ان کی امت کا قصور معاف ہوا، یوسف علیہ السلام کنعان کے کنویں سے نکالے گئے، اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو مشہور مرض سے صحت ہوئی، ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے، ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی سلیمان علیہ السلام کو ملک عطاء ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے، تو یہودیوں کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تم اس دن کیسا روزہ رکھتے ہو، یہودیوں نے کہا یہ بڑی عظمت والا دن ہے، اس روز خدا نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی، فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا، موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر اس دن روزہ رکھا اس لیے ہم بھی رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسرے لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (رواہ البخاری ومسلم مشکوۃ صفحہ ۱۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دن کی تو یہود و نصاری تعظیم کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا"

(رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ (۱۷۹)

لیکن اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگلا محرم آنے سے پہلے وصال فرما گئے "جمع الفوائد" میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول ہے تم عاشورا کا روزہ رکھو اور اس بارے میں یہود کی مخالفت اس طرح کرو کہ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھ لو جمع الفوائد ہی میں ایک روایت منقول ہے کہ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو پھر جس کا جی چاہتا عاشوراء کا روزہ رکھتا اور جس کا جی چاہتا نہ رکھتا (یعنی مستحب ہو گیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا من وسع علی عیالہ فی النفقۃ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنتہ یعنی جس شخص نے عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر خرچ میں فراخی کی تو

اللہ تعالیٰ تمام سال اس کے رزق میں فراخی فرمادے گا۔

ان تمام ارشادات نبویہ ﷺ سے معلوم ہوا کہ دسویں محرم کا تعلق اسلامی تعلیمات سے بہت گہرا ہے اور یہ دن ہر مسلمان کے لیے ارشادات نبویہ ﷺ کے مطابق قابل احترام ہے، لیکن اس دن کو صرف جناب حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خون کی شہادت کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہوئے صرف ایک مخصوص فرقے کے لیے یوم عاشورا کو خاص سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے جبکہ جناب حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ آپ ﷺ کے وصال کے تقریباً پچاس سال بعد پیش آیا اور آپ ﷺ کی وفات سے قبل ہی دین اسلام مکمل ہو چکا تھا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "زوال السنه عن اعمال السنة" صفحہ ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محرم کے اعمال میں صرف دو امر وارد ہیں ایک عاشورہ کا روزہ اور دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس روز اپنے گھر والوں پر کھانے پینے کی فراخی رکھے سال بھر تک اس کی روزی میں برکت رہتی ہے اور جب اس کھانے میں فراخی ہوگی تو اگر اس میں سے کچھ محتاجوں، غریبوں کو بھی دیدیا جائے تو کچھ حرج نہیں لیکن اب جو لوگوں نے رسوم اپنی طرف سے گھڑ لی ہیں وہ سب فضول واہیات اور گناہ کی باتیں ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس دن مسلمانوں کے لیے دو کام مستحب ہیں

نمبر:۱۔ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھنا اور اس کے ساتھ ایک روز نو یا گیارہ محرم کا شامل کر لینا۔

نمبر:۲۔ گھر میں ہر روز کے مقابلہ میں کھانے کے اندر اپنی حیثیت کے مطابق کشادگی اور فراخی کرنا۔

اور اس سلسلہ میں مذکورہ حدیث ضرور پیش نظر رہے، اللہ رب العزت ہم سب کو یوم عاشوراء کی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

چھوٹوں پر رحم بڑوں کا اکرام

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب و انتخاب: مولانا قاری ارشد عبید نائب مہتمم و ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے، اور امر بالمعروف نہ کرے اور نہی عن المنکر نہ کرے۔

اس حدیث پاک میں چار چیزوں کی بڑی اہمیت کے ساتھ تاکید فرمائی:

نمبر:۱۔ چھوٹوں پر رحم کرنا۔

نمبر:۲۔ بڑوں کا اکرام کرنا۔

نمبر:۳۔ امر بالمعروف۔

نمبر:۴۔ نہی عن المنکر۔

ان چیزوں کی اہمیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاص انداز میں ارشاد فرمائی، اور وہ یہ کہ جو شخص ان چیزوں پر عمل نہ کرے وہ ہم میں سے یعنی مسلمانوں کی جماعت میں سے نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ اسلام کے بہت سے تقاضے ہیں یہ کہہ دینا کہ میں مسلمان ہوں، مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے دین اسلام سراسر خوبیوں کا مجموعہ ہے سب کے ساتھ خوبی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیتا ہے، انسان کا چھوٹوں سے واسطہ پڑتا ہے

اور بڑوں سے بھی، چھوٹوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا برتاؤ کیا جائے اور بڑوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے۔

چھوٹوں میں اولاد اور کم عمر کے بہن بھائی دوسرے کم عمر رشتہ دار اور غیر رشتہ دار نیز وہ سب لوگ جو ملازمت میں اپنے ماتحت ہیں، اور حاکموں کی ساری رعیت اور محکوم اور ہر وہ شخص جو کسی بھی اعتبار سے چھوٹا ہو سب داخل ہے۔

ان سب لوگوں کے ساتھ رحمت اور شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کیا جائے، اسی طرح بڑوں کے عموم میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی بھی اعتبار سے ہو ماں باپ اور تمام رشتہ دار جو عمر میں بڑے ہوں اور دوسرے وہ سب لوگ جو عمر میں یا عہدہ میں بڑے ہوں ان سب کی تعظیم اور توقیر اور اکرام واحترام ضروری ہے۔

اکرام واحترام کا مطلب اتنا ہی سا نہیں ہے کہ اچھے القاب کے ساتھ نام لے، بلکہ جانی ومالی خدمت کرنا، دُکھ تکلیف میں کام آنا، آرام پہنچانا، اور کسی بھی طرح کوئی ایذاء نہ پہنچانا، یہ سب اکرام میں شامل ہے۔ بہت سے لوگ ظاہر میں تو بڑوں کا بہت احترام وادب کرتے ہیں لیکن موقع لگ جائے تو کچا کھانے کو تیار ہیں، یہ کوئی اکرام نہیں ہے۔

بوڑھوں کا اکرام کرنے کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی جوان نے کسی بوڑھے کا اکرام اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے وقت کسی ایسے آدمی کو مقرر فرمائے گا جو اس کا اکرام کرے گا۔ (جامع ترمذی، ج ا، باب البر والصلۃ ۲۰۲۲)

چھوٹے بچے بھی رحمت کے مستحق ہیں اپنے بچے ہوں یا کسی دوسرے کے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹے بچوں سے بہت شفقت کا برتاؤ فرماتے تھے، بچوں کو گود میں بھی لیتے، پیار بھی کرتے اور چومتے بھی تھے، ایک صاحب دیہات کے رہنے

والے حاضر خدمت ہوئے اور (تعجب سے) کہنے لگے، کیا آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو نہیں چومتے، اس کی بات سُن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تیرے لئے کیا کرسکتا ہوں اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال دی ہو۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر ۵۶۵۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (لوگوں کے) بچے لائے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے برکت کی دعا دیتے تھے اور ان کی تحنیک فرماتے تھے (یعنی اپنے منہ میں کھجور چبا کر بچہ کے منہ میں ڈال دیتے تھے پھر تالو سے مل دیتے تھے۔

(سنن ابی داود حدیث نمبر ۵۱۰۶)

ایک مرتبہ ایک بچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیشاب کردیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر پانی ڈال دو۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۲۳)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے) حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھے پر تھے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء فرمارہے تھے، اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت فرمایئے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۵۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ دن چڑھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آواز دیتے ہوئے فرمایا، کیا یہاں چھٹوا ہے کیا یہاں چھٹوا ہے؟ اس کے بعد ذرا دیر بھی نہیں گزری کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آگئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسن دونوں گلے لپٹ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت

فرمائیے اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرمائیے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۶۵۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اپنے گھر والوں پر مہربان ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچہ ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ میں ایک عورت کا دودھ پیتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تھے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوتے اور بچہ کو چومتے پھر واپس جاتے، یہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا تھا اس کا شوہر لوہار کا کام کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے تھے اور گھر بھٹی کی وجہ سے دھویں میں بھرا رہتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی حال میں داخل ہو جاتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۵۷۸)

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول چھوٹوں پر رحم کرنے کا ذکر فرمایا، اس کے بعد بڑوں کی توقیر کا تذکرہ فرمایا، اس ترتیب میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ بڑوں کا چھوٹوں پر شفقت اور رحم کا خیال کرنا ترتیب کے اعتبار سے مقدم ہے یعنی جب چھوٹوں پر رحم ہوگا تو وہ بھی بڑوں کی توقیر کریں گے۔

جب یہ چھوٹے بڑے ہو جائیں گے تو اپنے بڑوں سے جو شفقت کا برتاؤ سیکھا تھا اس کو اپنے چھوٹوں پر استعمال کریں گے، بہت سے لوگ چھوٹوں پر تو شفقت کرتے نہیں اور ان سے توقیر کی امید رکھتے ہیں یہ ان کی نادانی ہے، گو چھوٹوں کو یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ فلاں نے ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اپنا دینی فریضہ یعنی بڑے کی توقیر پر عمل پیرا ہوں ان کا عمل ان کے ساتھ ہے، ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے، برائی کا جواب برائی سے کیوں دیں۔

ملفوظات حکیم الامت

ملفوظات: حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب: مفتی محمد حسن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور)

ابلیس کا سجدہ نہ کرنا حضرت آدم علیہ السلام کے کمال کی دلیل: فرمایا ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ کرنا جیسا ان کے یعنی آدم علیہ السلام کے کمال کی دلیل ہے ویسا ہی ابلیس کا سجدہ نہ کرنا بھی ان کے کمال کی دلیل ہے کیونکہ اگر ابلیس بھی سجدہ کرتا تو اہل کمال کو یہ شبہ ہوتا کہ شیطان کو آدم علیہ السلام سے کچھ مناسبت ضرور ہے جس کی وجہ سے اس کو ان کی طرف میلان ہوا اور ان کو سجدہ کیا۔

اب سجدہ نہ کرنے کی صورت میں یہ تحقیق ہو گیا کہ آدم علیہ السلام کے اور ابلیس کے درمیان کوئی مناسبت نہیں کیونکہ الجنس یمیل الی الجنس۔

نیکی سے عمر بڑھنے کا سبب: فرمایا حدیث میں ہے کہ نیکی کرنے سے عمر زیادہ ہوتی ہے اس پر عام طور سے شبہ کیا جاتا ہے کہ عمر تو تقدیر میں مقرر ہے پھر عمر کیسے زیادہ ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عمدہ دیا ہے کہ عمر ہی کی کیا تخصیص ہے سب کائنات کا یہی حال ہے، رزق، صحت وغیرہ جملہ اشیاء مقدر ہیں جن کے واسطے ہم اسباب تلاش کرتے ہیں، چنانچہ رزق کے لئے ذرائع اور صحت کیلئے معالجات اور یہی اشکال سب میں ہوتا ہے پھر عمر ہی کی کیا تخصیص ہے سو جس طرح اور اسباب و مسببات میں تعلق ہے اور کوئی اشکال نہیں کیا جاتا اسی طرح بر اور زیادت عمر میں سبب و مسبب کا تعلق ہے۔

مدرسہ کے چندہ سے مہمان کو کھانا کھلانے کا حکم: فرمایا مدرسہ میں جو چندہ آتا ہے اس سے مہمان کو کھانا کھلانا جائز نہیں کیونکہ دینے والے کی غرض تو مصارف مدرسہ میں صرف کرنے کی ہوتی ہے اور یہ اس میں داخل نہیں اور مہتمم صرف امین اور وکیل ہوتا ہے مالک نہیں ہوتا کہ جس طرح چاہے تصرف کرے۔

احقر نے عرض کیا چندہ میں سے ثلث لے کر چندہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں، احقر نے کہا حدیث سرایا سے بعض لوگوں نے تمسک کیا ہے، فرمایا **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**، اجرت کو غیر اجرت پر قیاس کرلیا وہاں تو امیر عامہ کو لشکر پر حسب مصلحت تقسیم کرنے کا حق ہے اور خود مال مباح ہے اور یہاں فقیر طحان کے علاوہ جہالت اجرت کا فساد موجود ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب لفظ: فرمایا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے فرمایا ہے کہ جو لوگ خلوت کو جلوت پر علی الاطلاق ترجیح دیتے ہیں ان کا یہ ترجیح دینا بھی تو جلوت ہی کی بدولت ہوا ہے ورنہ خلوت سے یہ علوم کیسے حاصل ہوتے پھر خلوت کو علی الاطلاق کس طرح جلوت پر ترجیح دے سکتے ہیں؟

کس شخص کی صحبت اختیار کرنی چاہیے: فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس شخص کی صحبت اختیار کرو جو صوفی بھی ہو محدث بھی ہو، میں کہتا ہوں محقق ایسا ہی شخص ہوسکتا ہے۔

طلباء کو اعمال واخلاق کی اصلاح کرنا فرض ہے: فرمایا طالب علموں کو زمانہ طالب علمی میں ذکر و شغل تو نہیں چاہیے مگر اعمال کی اصلاح اور اخلاق کی اصلاح کرنا فرض ہے۔

مدینہ منورہ کا سفر عاشقانہ سفر ہے: فرمایا مدینہ منورہ کے سفر کا خرچ حساب میں نہ لاوے کیونکہ وہ عاشقانہ سفر ہے، پیادہ ہو سکے تو پیدل ہی جاؤ مگر ہر شخص کیلئے بلکہ عاشق کیلئے، بعض عشاق گنبد خضری پر نظر کرتے ہی گر کر مر گئے ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہک

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کسی عنبر، کسی مشک اور کسی خوشبودار چیز کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۳۱۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے مصافحہ کرتے تو سارا دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور اگر کسی بچے کے سر پر دست شفقت رکھ دیتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کے سبب دوسروں میں ممتاز ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر پر آرام فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا تو ان کی والدہ اس پسینے کو ایک شیشی میں جمع کرنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگیں کہ اسے ہم اپنی خوشبو میں ملائیں گے، یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۳۶۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی راستے سے گزرتے (تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا) اور کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلتا تو خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ (سنن دارمی، حدیث نمبر ۶۷)

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خوشبو کسی عطر وغیرہ کی نہیں ہوتی تھی بلکہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے پھوٹتی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے سواری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھنے کا موقع ملا اور میں نے مہرِ نبوت کو بوسہ دیا تو اس سے مشک کی خوشبو پھوٹ رہی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلے کو نگل لیتی اور اس جگہ نہایت عمدہ اور پاکیزہ خوشبو آنے لگتی تھی (کما روت عائشہ رضی اللہ عنہا) اسی لیے بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات پاک تھے۔

جنگ احد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم کا خون چوس لیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے کبھی جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے تو جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پی لیا۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۷ ص ۶۷، وصحہ المقدسی ج ۹ ص ۳۰۸)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون پیدا ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناف کٹی ہوئی تھی اور سرمہ لگا ہوا تھا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۱۲۴، جواہر البخار ص ۹۶۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پاک صاف پیدا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پر کوئی آلودگی کا نام ونشان تک نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سونے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہری نیند سے اٹھ کر بغیر وضو کیے بھی نماز ادا فرما لیتے تھے۔ (ذکر الخفاجی فی نسیم الریاض، ج ۱ ص ۳۶۳)

مولانا عبدالمجید کوٹھیاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۵۴)

حافظ قاری ڈاکٹر فیوض الرحمٰن

مولانا سید عبدالمجید بن بدر علی ۱۲۳۶ھ کو کوٹھیا ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم مولانا علی احمد کوریاپاری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، پھر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۵۱ - ۱۳۵۰ھ میں مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد رسول خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی، مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں ایک عرصہ تدریس کی، پھر ۱۳۶۶ء میں ''قاسم العلوم'' کے نام سے ایک درسگاہ قائم کی جس میں تامدت حیات درس دیتے رہے فقہ اور حدیث میں خاص مہارت تھی۔

تصانیف میں ایک مقدمۃ القرآن ہی کا علم ہوسکا ہے، مطالعہ کتب کا بے حد شوق تھا، اسی سے صحت متاثر ہوئی اور ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۹۵۴ء میں اعظم گڑھ میں انتقال ہوا۔

مولانا نہایت متقی، متورع اور عابد و زاہد عالم تھے، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت واردات کا تعلق تھا اور ان کے مجاز صحبت بھی تھے۔

آپکے تلامذہ میں مولانا وصیت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالمجید گھوسی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ایمان کی دو آنکھیں

افاضات: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمارے حق میں چشم و چراغ ہیں، ہمارے نزدیک اعتقاد اصحاب اور حب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین دونوں کے دونوں ایمان کے لئے بمنزلہ دو پر کے ہیں، دونوں ہی سے کام چلے گا، جیسے ایک پر سے طائر بلند پرواز، نصف پرواز تو کیا ایک بالشت بھی نہیں اڑ سکتا ایسے ہی ایمان بھی ان دو پروں کے سہارے کے بغیر موجب فوز مقصود (جس کی طرف فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ یا فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا وغیرہ میں اشارہ ہے) نہیں ہوسکتا بلکہ ایسا ایمان ایسا ہی ایمان ہے جس کا آیت (لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا) میں بیان ہے۔

ہاں اگر ہم قدم بقدم ایسے ہوتے جنہوں نے موافق مثل مشہور غیروں کی بدشگنی کے لئے اپنی ناک کاٹ لی کسی کی ضد میں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا کہہ کے اپنے ایمان کا زیاں کیا ہم بھی ان کی ضد میں نعوذ باللہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہہ کر مثل خوارج و نواصب اپنے ایمان کو خراب کرتے لیکن ہم کو تو پابندی عقل و نقل سے ناچاری ہے ان لوگوں کی طرح تو نہیں کہ مثل شتر بے مہار پراگندہ رفتار جائیں۔

راہ کی بات یہ ہے کہ ہم کو دونوں فریق (صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین) بمنزلہ دو آنکھوں کے ہیں کس کو پھوڑیں جس کو پھوڑیں اپنا ہی نقصان ہے بلکہ جیسے کوئی حسین متناسب الاعضاء ہو کہ اس کی آنکھ ناک سب کی سب مناسب اور متناسب ہوں اور

پھر اس کی ایک آنکھ بیٹھ جائے تو دوسری آنکھ کی زیب بھی جاتی رہے گی اور اس پر اگر بیٹھی ہوئی آنکھ کے حصہ کی فراخی بھی دوسری ہی آنکھ میں آجائے اور اس میں بجائے سفیدی بھی سیاہی ہی چھا جائے بجائے حسن ایسا قبیح النظر ہو جائے کہ دلدادگان قدیمی اور عاشقان صمیمی بھی اس کی صورت پر لاحول پڑھنے لگیں۔

خاص کر دوسری آنکھ جو باقی رہی ہے یہ سبب اسکے کہ اپنے اندازہ سے زیادہ فراخ اور کشادہ اور سفیدی کی بھی سیاہی ہی ہوگئی ہے ایسی بری اور بدشکل ہو جائے گی کہ کچھ نہ پوچھو بلکہ اگر چشم باقی ماندہ کو شعور اور اختیار ہو تو اپنی اسی حالت اصلی پر آجائے اور دوسری آنکھ کو بھی بدستور قائم کر دکھلائے کیونکہ اپنا حسن بھی اصلی کیفیت اور دوسری آنکھ کی معیت میں ہے۔

اعتقاد صحابہ اور حب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جو بہ مقتضائے شہادت کلام اللہ اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کے لئے بمنزلہ دو آنکھوں کے ہے ان میں سے کچھ حضرات نے ایک آنکھ پھوڑ دی اور اس کے حصہ کی فراخی اور کشادگی بھی بلکہ اس سے بھی زیادہ دوسری آنکھ کو دے کر اس کو خراب کر دیا یعنی اعتقاد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو بمنزلہ چشم ایمان ہے اپنے ہاتھوں کھو کر دوسری آنکھ یعنی حب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس قدر بڑھا دیا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حصے کی محبت بھی انہیں کے لئے صرف کر دی پھر جیسا کہ آنکھ میں سفیدی کی جا بھی سیاہی آجائے ان حضرات بزرگوار فرقہ مسمی نے بھی ایسا ہی کیا۔

حقیقت میں تو یہی ہے کہ ان دونوں (اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی محبت عقیدت ہو کیونکہ ان کے بغیر ہمارا کامل ایمان نہیں ہے اگر ہم ان دونوں میں سے کسی کا ایک بھی دل میں بغض رکھتے تو ہم اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ ان حضرات کی محبت ہمارے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دے۔

آمین ثم آمین

گناہ اور اس سے توبہ واستغفار

پروفیسر جناب حضرت مولانا محمد یوسف خان
(ناظم تعلیمات، رجسٹرار، استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ)

اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو تمہاری چھوٹی برائیوں کا ہم خود کفارہ کردیں گے اور تم کو ایک باعزت جگہ داخل کریں گے۔ (سورہ النساء آیت نمبر ۳۱)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے کو گناہ کہتے ہیں یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ نہ کرنا جن کاموں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کرنا۔

گناہ کی دو قسمیں ہیں:

نمبر ۱:۔ صغیرہ گناہ نمبر ۲:۔ کبیرہ گناہ

صغیرہ گناہ:۔ وہ گناہ ہوتا ہے جو توبہ کے بغیر مختلف اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے جیسے وضو کرنے سے ہاتھوں چہرے وغیرہ کے گناہوں کا معاف ہونا حدیث سے ثابت ہے۔

کبیرہ گناہ:۔ وہ گناہ ہوتا ہے جو توبہ واستغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتا اور اگر وہ گناہ کسی انسان کے حق سے متعلق ہو تو پھر اس بندے کا حق ادا کرنا لازم ہے اور اگر حق ادا نہ کرسکے تو اس سے معافی مانگنا لازم ہے اس لیے کہ حقوق العباد توبہ واستغفار سے معاف نہیں ہوتے۔

توبہ اور استغفار کا طریقہ:

استغفار:۔ استغفار کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنا جیسے اے اللہ میرے گناہ معاف فرمادے یا استغفر اللہ کہنا۔

توبہ:۔ توبہ کا معنی ہے رجوع کرنا، واپس لوٹ آنا اور قرآن وحدیث کے مطابق توبہ کا

مطلب یہ ہے کہ یہ کہنا کہ اے اللہ میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔

توبہ کی شرائط:۔

نمبر ۱:۔ فوراً گناہ کو چھوڑ دیا جائے۔

نمبر ۲:۔ گذشتہ پر ندامت کا اظہار کیا جائے۔

نمبر ۳:۔ آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا جائے، حق العبد میں بھی ان تینوں شرطوں کے ساتھ چوتھی شرط یہ ہے کہ بندہ کا حق ادا کیا جائے یا اس سے معافی مانگی جائے۔

توبہ اور استغفار کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے کلمات سیکھائے ہیں لیکن دو کلمات بہت مشہور ہیں۔

نمبر ۱:۔ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

ترجمہ: میں اس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور نگران ہے اور میں اُس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (رواہ الترمذی عن ابی سعید)

نمبر ۲:۔ اسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

ترجمہ: میں اس اللہ سے جو میرا رب ہے بخشش مانگتا ہوں ہر گناہ سے اور میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

توبہ اور استغفار کرنے کے بعد یقین رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ گناہ معاف فرما دیا ہے اور اب گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں اگر پھر وہی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ اور استغفار کیجئے اور اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ یہ گناہ مجھ سے چھڑوا دے۔

اگر کسی گناہ کی عادت پڑ گئی ہو اور اسے چھوڑنا مشکل لگ رہا ہو تو پھر جب بھی وہ گناہ ہو تو بہ اور فوراً استغفار کر لیں اور یہ نیت کر لیں کہ جب بھی مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوگا تو میں دو رکعت نفل صلوۃ التوبہ کے طور پر پڑھوں گا دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھنے کے بعد استغفار کے کلمات پڑھ لیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں اے اللہ مجھ سے یہ گناہ چھڑوا دے۔

وقت عظیم سرمایہ

حضرت مولانا حسن اشرفی

وقت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت اور قیمتی سرمایہ ہے، اس کی ایک ایک گھڑی اور ہر سیکنڈ اور منٹ اتنا قیمتی ہے کہ ساری دنیا بھی اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتی، لیکن آج ہم وقت کی کوئی قدر نہیں کرتے کہ یوں ہی فضول باتوں اور لغو کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک برف فروش سے مجھے بہت عبرت ہوئی، وہ کہتا جا رہا تھا کہ اے لوگو! مجھ پر رحم کرو، میرے پاس ایسا سرمایہ ہے جو ہر لحہ تھوڑا تھوڑا ختم ہو جاتا ہے اس طرح ہماری بھی حالت ہے کہ ہر لحہ برف کی طرح تھوڑی تھوڑی عمر ختم ہوتی جاتی ہے، اسے پگھلنے سے پہلے جلدی بیچنے کی فکر کرو۔

آج ہمارے معاشرے میں سب سے سستی اور بے قیمت چیز اگر ہے تو وہ نظم و ضبط کی کمی اور وقت کی نا قدری ہے، اس کی قدر و قیمت کا ہمیں قطعاً احساس نہیں، یہی وجہ ہے کہ وقت کے لمحات کی قدر نہ کرنے سے منٹوں کا، منٹوں کی قدر نہ کرنے سے گھنٹوں کا، گھنٹوں کی قدر نہ کرنے سے ہفتوں کا، ہفتوں کی قدر نہ کرنے سے مہینوں کا، اور مہینوں کی قدر نہ کرنے سے سالوں اور عمروں کا ضائع کرنا ہمارے لیے بہت آسان بن گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر زندگی میں وقت کی قدر نہ کی جائے اور اسے غفلت، سستی و کاہلی میں گزارتے ہوئے برائی، شر کی نذر کر دیا جائے تو پھر مایوسی اور ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا سورۃ الفاطر میں ارشاد باری ہے: کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا، وہ سوچ سکتا تھا اور (پھر) تمہارے پاس ڈر سنانے والا بھی آچکا تھا، پس اب (عذاب کا) مزہ چکھو، سو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۷)

یہی وہ بنیادی فلسفہ ہے جس کے باعث اسلام میں نظم وضبط اور وقت کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے اسے ضائع کرنے کے ہر پہلو کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العصر میں زمانے کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک انسان خسارے میں ہے (کہ وہ عمرِ عزیز گنوا رہا ہے) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دو نعمتوں کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں: صحت اور فراغت۔''

(صحیح بخاری، سنن ترمذی)

اللہ تعالیٰ انسان کو جسمانی صحت اور فراغت اوقات کی نعمتوں سے نوازتا ہے تو اکثر سمجھتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمیشہ رہنی ہیں اور انہیں کبھی زوال نہیں آنا، حالانکہ یہ صرف شیطانی وسوسہ ہوتا ہے، لہٰذا انسان کو ان عظیم نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے انہیں بہتر استعمال میں لانا چاہیے۔

آج جوانی کا سنہرا دور ملا ہوا ہے، کل بڑھاپے میں نہ جانے کن احوال سے سامنا کرنا پڑے اور کیا امراض وعوارض لگ جائیں آج صاحبِ حیثیت ہیں، کل پتا نہیں کیا حالت ہو جائے؟ اس لیے جو کرنا ہے کرلیا جائے، جو کمانا ہے کمالیا جائے، جو فائدہ اٹھانا ہے اٹھالیا جائے، ورنہ ''وقت دودھاری تلوار ہے''، اگر تم نے اسے نہ کاٹا، وہ تمہیں کاٹ ڈالے گی یہ وقت بڑی قیمتی دولت ہے، اس سے جو فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے، وہ کرلیا جائے، آج صحت وتندستی ہے، کل نہ معلوم کس بیماری کا شکار ہونا پڑ جائے۔

عموماً جن صالح بندوں کے مزاج میں دین داری اور نیکی ہوتی ہے، وہ وقت کے قدردان ہوتے ہیں اور اپنی آخرت بنانے اور دنیا سنوارنے کی فکر انہیں دامن گیر ہوتی ہے، وہ بے کاری، آوارگی، لہو ولعب اور فضولیات میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے، کسی کا برائی سے تذکرہ کرنے، عیب جوئی کرنے اور بہتان تراشی اور بے کار ولایعنی گفتگو کی انہیں فرصت نہیں ملتی، ان کی عملی زندگی اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی تصویر ہوتی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت

مولانا زبیر حسن (نائب مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، عقیدہ ختم نبوت دین کے ایک جزو یا رکن کا نام نہیں بلکہ اسلام کی اساس ہے، دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے، یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً اس دنیا میں بھیجا جنہوں نے آکر انسان کو دنیا میں آنے کا اصل مقصد بتایا اور اسے صحیح خطوط پر زندگی گزارنے کے طور طریقوں سے آگاہ کیا، یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا، تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آخری امت ہے، اس کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کتاب (قرآن کریم) نازل ہوئی، وہ آخری کتاب ہے یہ عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے، ''عقیدۂ ختم نبوت'' اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اس پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات اور دو سو احادیث سے ثابت ہے، امت کا سب سے پہلا اجماع بھی اسی پر منعقد ہوا، یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں مشکوک اور مشتبہ نہیں رہا اور نہ ہی کبھی اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی، بلکہ ہر دور میں متفقہ طور پر اس

پر ایمان لانا ضروری سمجھا گیا۔

امام الانبیاء، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کے امام اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام لے کر آئے اور بنی نوع انسان کی رہنمائی آپ ﷺ کا منصب ٹھہرا، نہ صرف یہ، بلکہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کیا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ نہیں کھول دیا اور آپ ﷺ کا بوجھ ہم نے اتار دیا جس نے آپ ﷺ کی پیٹھ بوجھل کر دی تھی اور ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔'' (سورۃ الم نشرح، آیت نمبر ۱)

کرّۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا، جب ہزاروں لاکھوں مؤذن اللہ کی توحید اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء اور سیّد المرسلین بنا کر مبعوث فرمایا گیا، آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا، آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور قیامت تک پوری انسانیت کے ہادی و رہبر ہیں، آپ ﷺ کو دینِ کامل عطا کیا گیا، اب دینِ اسلام ہمیشہ کے لیے مکمل ہو گیا۔

یہ ایک کامل و مکمل ضابطۂ حیات اور قرآن بنی نوع انسان کے لیے دائمی صحیفۂ ہدایت ہے، جس میں کسی ترمیم اور تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں، رسولِ اکرم ﷺ کی پیغمبرانہ خصوصیات میں سب سے اہم اور نمایاں خصوصیت آپ ﷺ کا امام الانبیاء، سیّد المرسلین اور خاتم النبیین ہونا ہے، آپ ﷺ کی دعوت، آپ ﷺ کی شریعت، آپ ﷺ کا پیغام اور دینِ اسلام آفاقی اور عالمگیر حیثیت کا حامل ہے۔

آپ ﷺ بنی نوع آدم اور پورے عالم انس و جن کے لیے دائمی نمونۂ عمل اور آخری نبی بنا کر مبعوث فرمائے گئے، آپ ﷺ پر دینِ مبین کی تکمیل کر دی گئی، پوری انسانیت آپ ﷺ کی امّت اور آپ ﷺ قیامت تک پوری انسانیت کے لیے ہادی و رہبر اور بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے خوش خبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ احزاب آیت نمبر ۴۵)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کہہ دیجیے، اے لوگو، میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں۔''

(سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۵۸)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''برکت والا ہے وہ (اللہ) جس نے حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کی، تاکہ وہ دنیا جہاں کے لیے ہوشیار و آگاہ کرنے والا ہو'' (سورۃ الفرقان، آیت نمبر ۱)

تاہم رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد سلسلۂ نبوت و رسالت ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ پر تمام اوصافِ کمال کے ساتھ ختم کر دیا گیا، اب ہدایت و راہنمائی کا ابدی سرچشمہ قرآنِ کریم اللہ کی نازل کردہ آخری کتاب، رسولِ اکرم ﷺ آخری نبی اور آپ ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات، شریعتِ محمدی ﷺ قیامت تک انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی کی ضامن، دین و دنیا میں فلاح اور آخرت میں نجات کی یقینی ضمانت ہیں۔

جب آپ ﷺ کی ہمہ گیر شریعت، ختمِ نبوت اور آخری نبوت و رسالت کا اظہار قرآنِ کریم کر رہا ہے، دین کی تکمیل اور شریعتِ محمدی ﷺ کی ہمہ گیری اور منشورِ ہدایت ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے، تو پھر کسی اور نئے نبی کے تصور کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟ قرآن و سنت، اجماعِ امّت اور بنیادی اسلامی تعلیمات اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کا بنیادی شعار، رسالتِ محمدی ﷺ کا امتیاز اور اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، جس پر ایمان دین کا بنیادی تقاضا ہے، اس عقیدے پر ایمان کے بغیر اسلام کا تصور بھی محال ہے۔

غصہ پر قابو پانا

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

انسان پر گزرنے والی حالتوں میں سب سے خطرناک حالت غصہ کی ہوتی ہے کیونکہ اکثر غیظ و غضب کے جوش میں انسان ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے اور بسا اوقات ایسے اقدام کر بیٹھتا ہے جن پر زندگی بھر پچھتاتا رہتا ہے غصہ میں انسان اپنے قابو میں نہیں ہوتا بلکہ اس وقت مکمل طور پر شیطان کے ہاتھوں ایک کھلونا بنا ہوا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس وقت انسان ایسے بڑے بڑے خطرناک گناہ کر جاتا ہے جن سے دنیا وآخرت دونوں میں شدید نقصان پہنچاتا ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر نگاہ ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں بہت ہی اہتمام تھا غصہ کی حالت کا کوئی ایسا پہلو نہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمتی ارشادات نہ فرمائے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غصہ کی اصلیت بتائی، اس کو ختم کرنے کا علاج بیان فرمایا غصہ کے نقصانات بتائے اور غصہ سے بچنے میں جو فوائد اور اجر وثواب تھے، اس کو بیان فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اصل طاقتور وہی ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے اور غصہ میں بے بس نہ ہو۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ غصہ شیطانی اثرات سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، لہذا تم کو غصہ آئے تو فوراً وضو کر لیا کرو۔ (سنن دارمی، حدیث نمبر ۱۰۱۳)

ایک اور جگہ فرمایا کہ غصہ سے بچو یہ انسان کے دل میں آگ لگا دیتا ہے تم دیکھتے ہی ہو کہ غصہ میں انسان کی آنکھیں سرخ ہوتی ہیں اور رگیں پھولی ہوئی ہوتی ہیں اس لیے کہ جب احساس ہو کہ مجھے غصہ آرہا ہے تو فوراً اس کا علاج کرو، اگر کھڑے ہوئے ہو تو بیٹھ جاؤ اس سے بھی غصہ ختم نہ ہو تو لیٹ جاؤ۔ (سنن دارمی، حدیث نمبر ۲۷۸۴)

دیکھئے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر طرح غصہ کو ختم کرنے کی تاکید فرمائی ہے غصہ کو پی جانے والا اللہ کے نزدیک بھی انتہائی باعزت ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! آپ کے ہاں سب سے زیادہ مقرب اور قابل احترام کون ہے؟ تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جو کسی انتقام کی طاقت ہوتے ہوئے بھی معاف کردے۔

ایک دفعہ شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آپ علیہ السلام اللہ کے بڑے جلیل القدر پیغمبر ہیں اور آپ علیہ السلام کو اللہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہے میں بھی اللہ کی ایک مخلوق ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلوں آپ علیہ السلام اللہ رب العزت سے پوچھیں کہ کیا وہ میرے گناہوں کو معاف کرکے میری توبہ قبول کرلیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت خوش ہوئے، وضو فرمایا اور دیر تک نماز پڑھتے رہے پھر اللہ کی حمد وثنا کرکے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوئے اور شیطان کی بات پیش فرمائی اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ توبہ نہیں کرے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ وہ تو خود درخواست کرتا ہے کہ تیار ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا اسے کہو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب آکر اسے بتایا تو فوراً غصہ میں آگیا اور تکبر کرتے ہوئے کہنے لگا کہ جس کی زندگی کی حالت میں میں نے اسے سجدہ نہ کیا اس کی قبر کو کیسے سجدہ کروں!۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ علیہ السلام نے میری ایک درخواست مان کر مجھ پر احسان کیا ہے میں بھی آپ علیہ السلام کو ایک انتہائی قیمتی نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب آپ علیہ السلام کو غصہ آنے لگے تو فوراً سمجھ جائیں کہ اب شیطانی اثر شروع ہو رہا ہے کیونکہ اس وقت میں انسان میں اس تیزی سے اثر کرتا ہوں جس تیزی سے خون انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ غصہ کی حالت میں شیطانی اثرات سے بچنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ انسان اس وقت خدا کا خوف اپنے دل میں پیدا کرے اور یہ سوچے کہ جو میں کہنا چاہتا ہوں، یا کرنا چاہتا ہوں اس سے اللہ تعالیٰ ناراض تو نہیں ہوں گے؟ اسی احساس کی بدولت انسان غصہ کے برے انجام سے بچ سکتا ہے۔

برکاتِ دسترخوان

کھانا کھاتے وقت اپنا محاسبہ کرنے کی برکت

اہل اللہ اور بزرگان دین فرماتے ہیں: کھاتے وقت یہ تصور کر لیا جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے دسترخوان پر بیٹھے ہیں اور وہ علام الغیوب (تمام غیب کی باتوں کو جاننے والا) ہم کو، ہماری حرص کو اور ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کرنے کو دیکھ رہے ہیں، اور ہم اس سے محجوب (پردہ میں) نہیں ہیں وہ ہماری بے ادبی اور عدم ایثار وغیرہ جملہ حرکات کو دیکھ رہے ہیں، پس جو آدمی اس مراقبہ اور تصور پر مواظبت (مداومت) کرتا رہے گا تو اس کا نفس کھانے سے جلدی سیر ہو جائے گا۔

(رسالہ النور، ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ تھانہ بھون)

وظائفِ اشرفی

فضل الرحیم اشرفی

قرض سے نجات کا وظیفہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا سنی ہے جو ہمیں سکھاتے تھے؟ اور ذکر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو سکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر تم پر سونے کا پہاڑ بھی قرضہ ہو تو اللہ ادا کر دیگا۔ (دعا طبرانی ۱۰۴۱، دعوات کبیر بیہقی ۱۳۵)

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَرَحِیْمَھَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ

(مستدرک عن عائشۃ رضی اللہ عنہا)

ترجمہ: یا اللہ فکر کو دور کرنے والے، غم کے زائل کرنے والے، بے قراروں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے، دنیا کے رحمٰن و رحیم، مجھ پر تو ہی رحم کرے گا، تو میرے اوپر ایسی رحمت کر کہ تو اس کی بنا پر مجھے اپنے سوا ہر ایک کی رحمت سے مستغنی کر دے۔

نوٹ: اس دعا کو بکثرت مانگنے کا اہتمام فرمانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانی سے خصوصاً قرض کی ادائیگی کا نظم فرما دیں گے۔

حکایتِ مہر و وفا

نسبت کا احترام و خیال

امام الخطاطین سلطان الاولیاء سید السادات حضرتِ اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع اور عاجزی کا عالم یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بڑوں کا اور بڑوں سے نسبت رکھنے والوں کا بہت زیادہ ادب و احترام فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ڈھڈیاں شریف جانا ہوا وہاں یہ بات دیکھنے میں آئی کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت کے شیخ شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے اس نسبت کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے سامنے مستقل دوزانو بیٹھتے کسی موقع پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے چار زانو نہیں بیٹھے۔

محتاجِ دعا

زبیر عالمگیر ابرار عالمگیر

اسلام میں معاملات کی اہمیت

شیخ الحدیث حبیب اللہ القاسمی حفظہ اللہ

دین اسلام، اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پر مبنی وہ نظام حیات ہے، جو ہر اعتبار سے کامل ومکمل ہے، اور انسانی زندگی کے ہر شعبے کی ضروریات کے متعلق بہترین راہنمائی کرتا ہے، اس میں انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی، بین الاقوامی زندگی کے ہر گوشے کے بارے میں راہنمائی موجود ہے، بلکہ اسلامی قوانین انسانی زندگی کے لیے پیدائش سے لے کر موت تک پورے معاشرے کے وجود کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

باہمی لین دین، خرید وفروخت قرض وغیرہ کو "معاملات" کہتے ہیں، انسانی زندگی میں باہمی ربط وتعلق کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ معاملات ناگزیز ہیں، بلکہ زندگی کا دارومدار ہی معاملات پر ہے اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے ساتھ معاملات میں بھی انسانوں کی راہنمائی کی ہے، تاکہ لین دین کرتے وقت انسان احکام شرع اور وحی الٰہی کی روشنی میں اپنے معاملات کو جائز اور پاک صاف رکھ سکیں، ایک دوسرے کے ساتھ دھوکہ دہی، جھوٹ وفریب وغیرہ جیسی چیزوں سے پرہیز کرسکیں۔

حضرت عبداللہ بن اوفی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بازار میں بیچنے کے لیے کوئی سامان رکھا اور اس کے بیچنے کے سلسلے میں قسم کھائی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۰۸۸)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں اللہ تعالیٰ نہ ان سے بات چیت کرے گا اور نہ ان کی طرف

قیامت کے دن دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۷۷ (تفسیر مظہری ج ۲، ص ۷۵))

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس آدمی نے جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق دبایا تو اس نے اپنے لیے آگ کو واجب کیا، راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہ کوئی معمولی چیز ہو تب بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب فرمایا ''اگر چہ وہ درخت کی سبز ٹہنی ہی کیوں نہ ہو''۔ (مسلم شریف حدیث نمبر ۳۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خرید و فروخت کرنے والے جب تک الگ نہ ہو جائیں انہیں (سودا منسوخ کرنے کا) اختیار باقی رہتا ہے، اگر دونوں سچائی سے کام لیں گے تو ان کے سودے میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں گے اور چھپائیں گے تو اس کی برکت مٹا دی جائے گی۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر ۲۰۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سچا اور امین تاجر قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شھداء کے ساتھ ہوگا۔ (سنن دارمی، حدیث نمبر ۲۵۷۵)

ہم پر ان نصوص شرعیہ کی روشنی میں معاملات کے جائزہ سے تو یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ اسلام کے دیگر احکام کی طرح معاملات میں بھی اسلامی قوانین میں کس طرح کوتاہی اور سستی برتتے ہیں، جھوٹی قسموں کے ذریعے چیزوں کی فروخت کرنے کے بارے میں کس قدر سخت وعیدات آئی ہیں، جہنم کی آگ کو واجب قرار دیا گیا ہے قرض کے لین دین میں آج کل کتنی لاپرواہی اور کوتاہی ہوتی ہے، جس شخص کے ذمہ قرض تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور قرض حقوق العباد میں سے ہے وہ کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا۔

اہل بیت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عقیدت

حضرت مولانا ڈاکٹر طارق محمود مکی (استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کی عزت اور ان کی حفاظت کرنا سب مسلمانوں پر لازم ہے اہل بیت کا ادب واحترام اور ان کے حقوق کی حفاظت بھی تم سب پر اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کی حفاظت لازم ہے اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کو تمہاری زبان سے کوئی تکلیف پہنچے اور نہ ہی تمہارے کسی عمل سے ان کو کوئی دکھ ہو اس روئے زمین پر گھرانہ نبوت سے بڑھ کر اور کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مجلس ہو رہی تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب تشریف رکھتے تھے اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آرہے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تاکہ ان کے لئے جگہ بنا دیں ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک ان پر پڑی نہیں تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کیا بات ہے کیوں اپنی جگہ سے ہٹے ہو؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے چچا جان آرہے ہیں ان کے لئے جگہ بنا رہا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت خوشی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر اس خوشی کے اثرات سب دیکھ رہے تھے (کنز العمال ج ۱۳ ص ۵۱۰)

سیدنا حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما اگر کبھی کسی ایسے راستے سے گزرتے جہاں حضرت عباس رضی اللہ عنہ گزر رہے ہوتے تو یہ حضرات رضی اللہ عنہما سواری سے اتر پڑتے اور جب تک حضرت عباس رضی اللہ عنہ نظروں سے دور نہ ہو جاتے یہ اپنی سواری پر سوار نہ ہوتے تھے (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۲۳)

پھر اس بات سے بھی کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اہل بیت کی محبت وعظمت اور ان کے اکرام واحترام کی آواز سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ سیدنا جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کی تھی۔

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ علیه وسلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِن قَرَابَتِي (صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۲۴۰)

آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو اہل بیت کی عزت ومحبت اور ان کا پورا پورا دھیان رکھنے کی تاکید فرمائی:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ. (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۷۵۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بات سے بخوبی واقف تھے اور جانتے تھے کہ اسلام میں اہل بیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر اقارب کا کتنا بڑا مقام ومرتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کو کتنی فضیلتیں عطا فرمائیں ہیں فقہی اور فروعی اور سیاسی مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کے باوجود ان بزرگوں کے دلوں میں ہمیشہ اہل بیت نبوت کا احترام رہا۔

انہوں نے کبھی اس احترام پر آنچ نہیں آنے دی تھی اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اہل بیت کی محبت ذات رسالت سے متعلق ہے اور ان کی تکلیف سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے اور قرآن ان لوگوں کو دنیا وآخرت میں ملعون قرار دیتا ہے جو کسی پہلو سے بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء پہچانے کا مرتکب ہو۔ (معاذ اللہ)

اسلامی نظام کیوں؟

مولانا اویس بن ارشد عبید

اللہ تعالیٰ نے جو دین بھیجا ہے اس کا نام اسلام ہے عربی زبان میں اسلام فرمانبردار ہونے کو کہا جاتا ہے، گذشتہ امتوں کے لئے جو احکام اللہ تعالیٰ نے بھیجے تھے ان پر عمل کرنے کا نام بھی اسلام ہی تھا۔

سورہ بقرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا اَسْلِمْ (فرمانبردار ہو جاؤ) قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ انہوں نے عرض کیا کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار بن گیا) جو بھی کوئی شخص دین اسلام قبول کرلے اور یوں کہے کہ میرا دین اسلام ہے یعنی میں اس دین پر ہوں جو دین اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے بھیجا ہے اور جسے اپنی کتاب میں پسند فرمایا ہے تو اس شخص پر فرض ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید کے مطابق زندگی گزارے اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرے اور پورے دین پر چلے۔

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے جو بہترین نظامِ زندگی آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر قیامت تک کے لیے ہوسکتا تھا، وہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اپنی کامل اور اکمل ترین شکل میں دے دیا۔

اسلام مستقل دین ہے مستقل نظام حیات ہے، حکومت میں، سیاست میں، معاشرت میں، معاملات میں، عبادات میں، اولاد کی پرورش میں، میاں بیوی کے آپس کے تعلقات

میں، حقوق العباد میں اور ہر چیز میں اسلام کی تعلیمات موجود ہیں۔

اسلام قرآن وحدیث کا نام ہے جو کوئی شخص صاحب اقتدار ہو گیا اس پر لازم ہے کہ قرآن و حدیث کا نظام نافذ کرے اور سب مسلمان اس کو قبول کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کے بعد عمر بھر جس لگن اور ذمے داری کے ساتھ اپنے فرض کو پورا کر کے انسانیت کو پستی سے نکال کر رفعت تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیا، اس کی مثال تاریخِ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثالی طرزِ حکمرانی، جس نے داخلی و خارجی سطح پر بکھرے یثرب کو دنیا کی بہترین اسلامی فلاحی ریاستِ مدینہ میں تبدیل کر دیا، اس کی جھلک ہمہ وقت ہمارے سامنے ہونی چاہیے، تاکہ ان مشکل ترین حالات میں ہم اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنے مسائل حل کر سکیں۔

اسلام میں ایسی کون سی چیز ہے جو انسانوں کے مفادات اور انسانیت کے خلاف ہوا اسلام یہ ہی تو سکھاتا ہے کہ اپنے خالق و مالک کی عبادت کریں قرآن و حدیث کے مطابق سزائیں دی جائیں تاکہ امن وامان قائم ہو۔

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اس نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، ان کے ذریعہ چوروں اور ڈاکوؤں اور زانیوں کی سزا کا اعلان فرمایا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سزاؤں کو نافذ کیا مردوں اور عورتوں کی عفت وعصمت محفوظ کرنے کے لئے اور امن وامان قائم کرنے کے لئے اور قرآنی سزائیں اسلامی نظام ضروری ہے تاکہ امت مسلمہ کی مال جان محفوظ رہے۔

اسلام میں سلام

مولانا رضوان اللہ پشاوری

یوں تو دنیا میں ہر مہذب سمجھی جانے والی قوم کا تقریباً یہ رواج ہے کہ آپس میں میل ملاپ اور ملاقات کے وقت احترام ومحبت کا کوئی نہ کوئی جملہ اپنے مخاطب کو مانوس ومسرور کرنے کے لیے کہا جاتا ہے صبح، شام اور رات کی ملاقات کے وقت کیلئے شب بخیر، صبح بخیر جیسے الفاظ اور رواج کوئی نئی بات نہیں، بلکہ زمانہ جاہلیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل خود عربوں میں بھی اس طرح کے کلمات کہنے کا رواج تھا۔

قرآن مجید میں لفظ "سلام" کے لئے "تحیہ" کا لفظ مذکور ہے جس کے لفظی معنی ہیں کسی کو "حیاك الله" کہنا، (یعنی اللہ تعالیٰ تم کو زندہ رکھے) چوں کہ زمانہ قبل از اسلام میں عرب لوگوں کی عادت یہ تھی کہ جب وہ آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے کو "حیاك الله" یا "انعم الله بك عینا" یا "انعم صباحا" وغیرہ الفاظ سے "سلام" کیا کرتے تھے، اسلام نے اس "طرزِ تحیہ" کو بدل کر "السلام علیکم" کہنے کا طریقہ جاری کیا، جس کے معنی ہیں: "تم ہر تکلیف اور رنج ومصیبت سے سلامت رہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو باہم سلام کا رواج دینے اور عام کرنے کی بڑی تاکید فرمائی کہ اسلامی دنیا کی فضاء اس کی لہروں سے معمور رہے اور اس کو افضل الاعمال قرار دیا اور اس کے فضائل وبرکات اور اجر وثواب کو بیان فرمایا ہے۔

اسلامی سلام کی سنت حضرت آدم علیہ السلام سے چلی آرہی ہے: چنانچہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا: اے آدم علیہ السلام فرشتوں کی اس جماعت کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم فرمایا، فرشتوں نے جواب میں عرض کیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم علیہ السلام یہ سلام تمہاری اور تمہاری اولاد کا تحیہ ہے۔ (صحیح البخاری حدیث نمبر ۶۲۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، میں تم کو ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرلو تو تمہارے آپس میں محبت قائم ہوجائے گی، وہ یہ کہ آپس میں سلام کو عام کرو، یعنی ہر مسلمان کے لیے خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کرو۔

(صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۹۴)

سلام کا اگر دیگر مہذب قوموں کے "سلاموں" کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوگا کہ "سلام" جتنا جامع ہے کوئی دوسرا "سلام" اتنا جامع نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ "اسلامی سلام" میں صرف موانست واظہارِ محبت ہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ادائے حق محبت بھی ہے کہ اس میں ایک سلام کرنے والا مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے کہ: "اللہ تعالیٰ آپ کو تمام آفات وبلیات سے سلامت رکھے۔

پھر دعاء بھی عرب لوگوں کے طرز پر صرف زندہ رہنے کی نہیں بلکہ "حیاتِ طیبہ" (یعنی تمام آفات وبلیات سے محفوظ رہنے) کی دعاء ہوتی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ میں اور آپ ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور ہم دونوں ایک دوسرے کو نفع اور ضرر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچا سکتے اس معنی ومفہوم کے اعتبار سے یہ کلمہ (سلام) ایک عبادت بھی ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے کا ذریعہ بھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مفصل تاریخی وصیت

مولانا محمد اصغر کرنالوی
ناظم اعلیٰ مہد الارشاد السلامی (مہاجر مکی مسجد) صدر کراچی

جب وفات کا وقت آیا تو لوگوں کو وصیت فرمائی۔

یہ وہ وصیت ہے جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کی، وہ اس بات کی وصیت کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، جنہیں اللہ نے ہدایت اور دین حق دیگر مبعوث فرمایا تا کہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرمادیں، خواہ یہ بات مشرکین کو بری کیوں نہ معلوم ہو، یقیناً میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبردار لوگوں میں سے ہوں۔

اے حسن رضی اللہ عنہ میں تجھے اور اپنی تمام اولاد اور اپنے تمام گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے، اور اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم حالت اسلام میں دنیا سے رخصت ہونا تم سب ملکر اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لو، اور آپس میں متفرق نہ ہو جاؤ، کیونکہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے تعلق رکھنا اور ان کی اصلاح کرنا نفل نمازوں سے بہتر ہے، تم اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اس سے اللہ تم پر حساب آسان فرمائیگا، یتیموں کے معاملات میں اللہ سے ڈرنا، نہ تو انہیں اتنا موقع دینا کہ وہ اپنی زبان سے تجھ سے مدد طلب کریں اور نہ ہی تمہاری موجودگی میں پریشانی میں مبتلا ہوں، اللہ سے ڈرو اور پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تمہارے نبی کی نصیحت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کی وصیت کرتے رہے حتی کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑوسیوں کو وارث نہ بنا دیں، قرآن کے معاملہ میں اللہ

سے ڈرو، کہیں قرآن میں عمل کرنے میں اغیار تم سے سبقت نہ لے جائیں، نماز کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے، تم اپنے رب کے گھر کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو، اور جب تک زندہ ہو اسے خالی نہ چھوڑو، کیونکہ اگر اسے خالی چھوڑا گیا تو وہاں کوئی نظر نہ آئیگا، اور جہاد کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، اور اپنے جانوں اور مالوں سے جہاد کرو، زکوۃ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ یہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتی ہے، اپنے نبی کی ذمہ داری کے لئے بھی اللہ سے ڈرو، تمہارے موجود ہوتے ہوئے کسی پر ظلم نہ کیا جائے، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے، فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو، اور انہیں اپنے کھانوں میں شریک کرو، اپنے غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو، نماز ادا کرو، دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کا خوف مت کرنا، اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے گا اور تمہارے خلاف بغاوت کریگا تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہوگا۔

لوگوں سے نیک بات کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم پکڑو، اور اسے ہرگز ترک مت کرو، اگر تم اسے ترک کردو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر برے لوگوں کو حاکم بنا دیں گے، پھر تم دعا کرو گے اور اس وقت تمہاری دعائیں قبول نہ ہونگی، صلہ رحمی کرو، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو، پشت دکھانے، قطع رحمی اور تفرقہ اندازی سے احتراز کرو، نیکی اور تقویٰ کے معاملہ میں ایک دوسرے کی اعانت کرو، اور نافرمانی اور سرکشی میں کسی کی اعانت مت کرو اور اللہ سے ڈرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حفاظت کریں، جیسے اس نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتا ہوں۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ لا الہ الا اللہ پڑھنے میں مشغول رہے، حتی کہ طائر روح عالم بالا کو پرواز کرگئی، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت رمضان المبارک ۴۰ھ میں ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ، اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے غسل دیا تین کپڑوں میں آپ رضی اللہ عنہ کو کفن دیا گیا جس میں قمیص نہ تھی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۵-۳۶-۷۳)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما

مولانا محمد زبیر طاہر (نواسہ حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت شعبان ۴ھ میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی ان کا نام حسین رضی اللہ عنہ رکھا، ان کو شہد چٹایا، ان کے منہ میں اپنی زبان مبارک داخل کر کے لعاب مبارک عطا فرمایا اور ان کا عقیقہ کرنے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے عقیقہ کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ (موطاامام مالک)

اپنے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بھی غیر معمولی محبت اور تعلق تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو ان کی عمر صرف چھ یا سات سال تھی لیکن یہ چھ یا سات سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور شفقت ومحبت میں گزرے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شب کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ضرورت سے گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی چیز چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لائے میں اپنی ضرورت پوری کر چکا تو پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر میں کیا چھپائے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر ہٹائی تو اس میں سے حضرت حسن وحسین علیہما السلام برآمد ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں میرے بچے اور میری لڑکی کے لڑکے ہیں خدایا میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں اس لئے تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ان کے محبوب

رکھنے والے کو بھی محبوب رکھ۔ (ترمذی مناقب الحسن والحسین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خصوصاً حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے خاص لطف وکرم اور محبت کا برتاؤ کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے خلافت میں دونوں بھائیوں کا وظیفہ اہل بدر کے وظائف کے بقدر پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا اور اس کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت بیان کی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۳ صفحہ ۲۶۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ خلافت میں آپ نے جہاد میں شرکت شروع کی ہے اور پھر بہت سے معرکوں میں شریک رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جہاد کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے کوفہ کے لئے تشریف لے چلے ابھی مقام کربلا ہی تک پہنچے تھے کہ واقعہ کربلا کا پیش آیا اور آپ رضی اللہ عنہ وہاں شہید کر دئے گئے۔

تاریخ وفات ۱۰ محرم ۶۱ ھ ہے اس وقت عمر شریف تقریباً ۵۵ سال تھی کہ سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی سے چلی اور ان کی اولاد میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی دو بہنیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بقاء نسل کا ذریعہ بنے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے ماہ وسال

نائب مہتمم واستاذ الحدیث حضرت مولانا زبیر حسن

پیدائش	بدھ ۵ ربیع الآخر ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۳ء
والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا	۱۲۵۸ھ بمطابق ۱۸۶۸ء
تکمیل حفظ قرآن مجید	۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۸۷۳ء
تہجد کے معمول کی ابتداء	۱۲۹۲ھ بمطابق ۱۸۷۵ء
دینی علوم کی ابتداء	۱۲۹۲ھ بمطابق ۱۸۷۵ء
ابتدائی تعلیم کی تکمیل	۱۲۹۴ھ بمطابق ۱۸۷۷ء
دارالعلوم دیوبند میں داخلہ	۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۸۷۸ء
پہلا وعظ	۱۲۹۸ھ بمطابق ۱۸۸۱ء
مثنوی زیر وبم تحریر فرمائی	۱۲۹۸ھ بمطابق ۱۸۸۱ء
دارالعلوم دیوبند سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سند فراغ حاصل کی]	۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء
مدرسہ فیض عام کانپور میں صدر مدرس مقرر ہوئے	۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء
پہلا سفر حج اپنے والد ماجد کے ساتھ	۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت	۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء
ترک ملازمت کے بعد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں قیام]	۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء
تفسیر بیان القرآن لکھنی شروع کی	۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء
دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوری کے رکن منتخب ہوئے	۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء
بیان القرآن کی پہلی بار طباعت	۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء
دوسری شادی	۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۶ء

[تحریک خلافت کے بارے
میں اپنے موقف کی وضاحت] ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۲۰ء

[تحریک خلافت کے بارے میں رسالہ
الروضۃ الناظرۃ فی المسائل المحاضرۃ
لکھ کر اپنے موقف کی مزید وضاحت فرمائی] ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء

[اطراف آگرہ میں فتنہ ارتداد کی
سرکوبی کے لیے مولانا عبدالکریم
صاحب گمتھلوی اور مولانا عبدالمجید
صاحب بچھڑایونی کو روانہ کیا] ۱۳۴۱ھ بمطابق ۱۹۲۲ء

دارالعلوم دیوبند کے سرپرست منتخب ہوئے ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۵ء

پاکستان کا ابتدائی خاکہ پیش کیا ۱۳۴۴ھ بمطابق جون ۱۹۲۵ء

[الور میں جب مدارس دینیہ پر پابندی
لگائی گئی تو آپ نے اس کے خلاف
رٹ کروائی اور پابندی اُٹھوائی] ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۹۶۸ء

مجلس صیانۃ المسلمین کا قیام ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء

[جب وقف کا خلاف شریعت قانون بنانے
کی کوشش کی گئی تو آپ کی زیرنگرانی ایک
مسودہ شریعت کے مطابق تیار کیا گیا جس
کو اکابر علماء نے بالاتفاق منظور کرلیا] ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۶۳۳ء

[قیام لاہور کے دوران حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
اور جہانگیر کے مقبرے گئے اور فاتحہ پڑھی] ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء

رحلت، تھانہ بھون ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء

[آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر مسلم لیگ کونسل نے
تعزیتی اجلاس کی قرارداد منظور کی] ۱۴ نومبر ۱۹۴۳ء

سیدنا حضرت حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم

جناب ابن سرور مولانا محمد اویس حفظہ اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب جناب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام ''حرب'' رکھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا، میں نے اس کا نام "حرب" رکھا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یہ تو ''حسن'' ہے

جب جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں تو بچہ کے نام کے متعلق استفسار فرمایا، میں عرض کیا، میں نے اس کا نام ''حرب'' رکھا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ تو ''حسین'' ہے

جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام بھی ''حرب'' رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور بچہ کا نام دریافت کیا تو میں نے پھر یہی عرض کیا کہ میں نے اس کا نام ''حرب'' رکھا ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تو ''محسن'' ہے

پھر فرمایا میں نے ان تینوں بچوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں کے مطابق رکھے ہیں۔

(اخرجہ الامام احمد رقم الحدیث: ۷۳۰ واسنادہ صحیح وھو فی مجمع الزوائد الطیالسی کذا فی الامام الحسین ص ۲۲، الحسن والحسین ص ۱۷)

جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا عدنان فاروق

آپ رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق، کنیت ابو حفص، لقب و کنیت دونوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کردہ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کا نسب نویں پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نویں پشت میں حضرت کعب کے دو بیٹے ہیں حضرت مرہ او حضرت رعدی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مرہ کی اولاد میں سے ہیں، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عدی کی اولاد میں سے ہیں۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چالیس برس پہلے پیدا ہوئے، ایام طفولیت کے حالات پردہ خفا میں ہیں؛ بلکہ سن رشد کے حالات بھی بہت کم معلوم ہیں، شباب کا آغاز ہوا تو ان شریفانہ مشغلوں میں مشغول ہوئے جو شرفائے عرب میں عموماً رائج تھے، یعنی نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی اور خطابت میں مہارت پیدا کی، خصوصاً شہسواری میں کمال حاصل کیا، اسی زمانہ میں انھوں نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔

تعلیم و تعلم سے فارغ ہونے کے بعد فکر معاش کی طرف متوجہ ہوئے، عرب میں لوگوں کا ذریعہ معاش زیادہ تر تجارت تھا، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شغل اختیار کیا اور اسی سلسلہ میں دور دور ممالک کا سفر کیا، آپ رضی اللہ عنہ کی خودداری بلند حوصلگی، تجربہ کاری اور معاملہ فہمی کا نتیجہ تھی اور ان ہی اوصاف کی بنا پر قریش نے آپ رضی اللہ عنہ کو سفارت کے منصب پر مامور کر دیا تھا۔

حضرت ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ راشد، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر اور تاریخ اسلام کی اہم ترین شخصیات میں سے ایک ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ان کا شمار علماء و زاہدین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 22 جمادی الثانی سنہ 13ھ کو مسند خلافت سنبھالی اور ایک باعظمت، انصاف پسند اور عادل حکمران مشہور ہوئی، ان کی عدالت میں مسلمان وغیر مسلمان دونوں کو یکساں انصاف ملا کرتا تھا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ عدل وانصاف انتہائی مشہور ہوا اور ان کے لقب فاروق کی دیگر وجوہ تسمیہ میں ایک وجہ یہ بھی بنی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قمری ہجری تقویم کے بانی ہیں، ان کے دور خلافت میں عراق، مصر، لیبیا، سرزمین شام، ایران، خراسان، مشرقی اناطولیہ، جنوبی آرمینیا اور سجستان فتح ہو کر مملکت اسلامی میں شامل ہوئے اور اس کا رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار اور تیس مربع میل پر پھیل گیا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہی کے دور خلافت میں پہلی مرتبہ یروشلم فتح ہوا، اس طرح ساسانی سلطنت کا مکمل رقبہ اور بازنطینی سلطنت کا تقریباً تہائی حصہ اسلامی سلطنت کے زیر نگین آ گیا۔

نیز اپنی سلطنت و حدود سلطنت کا انتظام، رعایا کی جملہ ضروریات کی نگہداشت اور دیگر امور سلطنت کو جس خوش اسلوبی اور مہارت و ذمہ داری کے ساتھ نبھایا وہ ان کی عبقریت کی دلیل ہے۔

ایک پارسی غلام فیروز نامی نے جس کی کنیت ابولولو تھی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے

اپنے آقا کے بھاری محصول مقرر کرنے کی شکایت کی، شکایت بے جا تھی، اس لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ کی، اس پر وہ اتنا ناراض ہوا کہ صبح کی نماز میں خنجر لے کر اچانک حملہ کر دیا اور متواتر چھ وار کیے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صدمے سے گر پڑے۔

یہ ایسا زخم کاری تھا کہ اس سے آپ رضی اللہ عنہ جانبر نہ ہو سکے، لوگوں کے اصرار سے چھ اشخاص کو منصب خلافت کے لیے نامزد کیا کہ ان میں سے کسی ایک کو جس پر باقی پانچوں کا اتفاق ہو جائے اس منصب کے لیے منتخب کر لیا جائے۔

ان لوگوں کے نام یہ ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، اس مرحلہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت لی۔

اس کے بعد مہاجرین انصار، اعراب اور اہل ذمہ کے حقوق کی طرف توجہ دلائی اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ مجھ پر جس قدر قرض ہو اگر وہ میرے متروکہ مال سے ادا ہو سکے تو بہتر ہے، ورنہ خاندان عدی سے درخواست کرنا اور اگر ان سے نہ ہو سکے تو کل قریش سے لیکن قریش کے سوا اور کسی کو تکلیف نہ دینا، سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر 26 ذوالحجہ کو حملہ ہوا حملے کے بعد 29 ذوالحجۃ تک زندہ رہے اور 1 محرم الحرام کو شہادت نوش فرما گئے، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا سعد بن اسعد عبید

گلشنِ رسالت کا ہر پھول منفرد مقام اور نایاب خصوصیات سے مرصع ہے اور ہر ایک کی شان و علو مرتبت کا زمانہ معترف ہے انہیں قدسی صفات کی حامل جماعت میں ایک فرد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شاندار کردار اور اسلام کی خاطر انکا ایثار و قربانیاں قابل تقلید ہیں آپ کو عدل و انصاف، جود و سخا، صدق و وفا، امانت و دیانت، تمام صفات عالیہ کا منبع کہنا غلط نہیں ہوگا ان کی پوری پوری زندگی ان اوصاف کا نقش جمیل ہے ان کی ہستی ان صفات حسنہ کی مجسم تصویر ہے شرافت و سنجیدگی جن کے روشن کردار سے ٹپکتی ہے ان کی ایک ایک ادا سے ذکاوت و ذہانت کی کرنیں مثل خورشید دکھائی دیتی ہیں صدق دراست جن کی گفتگو کا مظہر ہے عدل و مساوات جن کی زندگی کا جزو لاینفک ہے رعب و دبدبہ جنکی امتیازی شان ہے ان تمام خوبیوں کے مجموعے کا نام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل تھے، سرو قد، لحیم و شحیم، رنگ گورا موٹی آنکھیں گھنی ریش مبارک، وضع قطع چال ڈھال میں بظاہر شان و شوکت اور تمکنت مگر مزاج اور طبیعت میں تقویٰ اور چہرے سے ذہانت و فانت مترشح تھی۔

ایک صحابی رسول ہونے کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا نسباً بھی بہت قریبی تعلق تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے حضرت معاویہ بن ابی سفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اور آپکی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، چنانچہ پانچویں پشت پہ جا کر آپ رضی اللہ عنہ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ضم ہو جاتا ہے، احتراماً آپ رضی اللہ عنہ کو رشتہ نبوت کے تعلق سے

"خال المومنین" بھی کہا جاتا ہے،

آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کائنات کی سب سے مقدس ہستی خاتم النبیین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زبان مبارک نے کئی بار آپ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں فرمائیں۔

(ترمذی شریف، حدیث نمبر ۳۸۴۶)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًا وَاھْدِ بِہٖ

ایک اور جگہ پہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِہِ الْعَذَابَ

(مسند امام احمد صفحہ 127 جلد نمبر 4 تحت مسندات عرباض بن ساریہ)

ان تمام دعاؤں اور صفات حمیدہ کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، اس کے علاوہ دیگر ممالک کے سلاطین کے نمائندگان کی مہمان نوازی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیرون ممالک کی طرف خط وکتابت بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ذمے تھی اور یہ دور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا آخری دور تھا اس لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دربار رسالت سے زیادہ دیر منسلک نہ رہ سکے اور بعد از وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین کے دور میں انہوں نے اپنی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اپنے بھائی یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام کی امارت کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ پہ ڈالی گئی جو آپ رضی اللہ عنہ نے بطریق احسن انجام دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے بہت سی قفل زدہ فتوحات کے دروازوں کو کھولا اور دور دراز تک اسلام کا پرچم سربلند کیا اور کچھ عرصے میں سجستان، رقہ، سوڈان، افریقہ، طرابلس، الجزائر اور سندھ کے بعض علاقوں میں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لائے، امیر شام کی حیثیت سے بحری جہاد اور قبرص کی فتح آپ رضی اللہ عنہ کا عظیم کارنامہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۲۲ رجب المرجب سن ۶۰ ہجری مطابق 680ء میں 79 سال کی عمر میں ہوا۔

پہلی صدی ہجری کی مشہور فقیہہ خاتون
اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عصمت اللہ نظامانی
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن۔کراچی

امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر ہیں، ان کی والدہ کا نام ام رومان تھا، نو سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی تھیں، فتاوی اور احادیث دونوں لحاظ سے ان کا شمار ''مُکثرین'' میں ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی، احادیث میں ان کے متعدد مناقب وارد ہوئے ہیں، سن ۵۸ھ میں ان کا انتقال ہوا، اور جنت البقیع میں سپردِ لحد کیا گیا۔

(سیر أعلام النبلاء الذہبی، (3/426)، الناشر: دار الحدیث- القاہرۃ، ط: 1427ھ-2006م)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فقاہت:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

(تہذیب التہذیب لابن حجر، (12/384)، الناشر: دار الفکر بیروت، ط: 1404ھ-1984م)

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ

(الإجابۃ عما استدرکتہ عائشۃ علی الصحابۃ للزرکشی، (ص: 37)، الناشر: المکتب الاسلامی بیروت، ط: 1390ھ-1970م)

اور بعض دیگر حضرات نے انہیں فقیہہ کہا ہے نیز متعدد بلند پایہ اہلِ علم نے ان کی فقہی بصیرت، قوتِ استدلال اور علم میں پختگی کی گواہی دی ہے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب ہم لوگوں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کسی حدیث کے بارے میں اشکال ہوتا اور پھر اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تو ان کے پاس لازماً اس کا علم ہوتا تھا۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا، (6/188)، رقم الحدیث: 3883، الناشر: دار الغرب الاسلامی بیروت، ط: 1998م)

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ اور زیادہ علم والی تھیں۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، (4/15)، الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت، ط: 1411ھ-1990م)

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر فقہ، طب اور شعر کا علم رکھنے والا نہیں دیکھا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب لابن عبد البر، (4/1883)، الناشر: دار الجیل - بیروت، ط: 1412ھ-1992م)

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میراث سے متعلق سوال کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب لابن حجر، (12/386)

کیلشیم قدرت کا تحفہ

جناب حکیم حسیب (بی ای ایم ایس)

کیلشیم ایک اہم منرل ہے، جو جسم اسے مضبوط ہڈیوں اور دانتوں کی تعمیر کے لیے استعمال کرتا ہے آپکے دل اور دیگر عضلات کو صحیح طریقے سے کام کرنے کے لیے کیلشیم اہم کردار ادا کرتا ہے جب آپ کو کافی کیلشیم کی کمی ہوتی ہے، تو آپکو ان بیماریوں کے ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے جیسے، آسٹیوپوروسس، اوسٹیوپینیا اور ہائپوکالسیمیا شامل ہیں آپ کو روزانہ کیلشیم کی تجویز کردہ مقدار اپنے کھانے، سپلیمنٹس یا وٹامنز کے ذریعے استعمال کرنے چاہیے۔

1- کیلشیم کی کمی کی علامات:

یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان کے اندر کیلشیم کی کمی کی ایک جیسی علامات ہوں۔ کچھ فراد کو ایک علامات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اور کچھ کو کئی دوسری علامات کا سامنا ہوتا ہے جسم میں کیلشیم کی واضح علامات یہ ہیں۔

۱۔ جلد، ناخن اور بالوں کے امراض۔

۲۔ جسم میں کیلشیم کی وجہ سے ناخن کھردرے اور کمزور ہو کر ٹوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔

۳۔ کیلشیم کی کمی کی وجہ سے بال کمزور ہو کر گر جاتے ہیں۔

2- کیلشیم کی کمی کی وجوہات:

عام طور پر، آسٹیوپوروسس، اوسٹیوپینیا اور ہائپوکالسیمیا کی بیماریاں اہم وجوہات میں شامل ہوتی ہیں ہائپوکالسیمیا اس وقت ہوتا ہے جب پیشاب کرتے وقت کیلشیم کی بڑی مقدار خارج ہو جاتی ہے، یا بہت کم کیلشیم آپکی ہڈیوں سے آپ کے خون میں داخل ہوتا ہے۔

یہ بعض جینیاتی عوامل، وٹامن کی کمی، یا دوسری بیماریوں کی وجہ سے ہوسکتا ہے اس کی کچھ وجوہات میں شامل ہیں۔

۱۔ وٹامن ڈی کی کمی۔

وٹامن ڈی ایک سٹیرایڈ ہے، جو کیلشیم کی عام سطح کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے وٹامن ڈی کی کم مقدار آپ کے جسم میں کیلشیم جذب کرنے کی سطح کو کم کرتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے اگر آپ غیر معیاری غذائیت کا شکار ہوتے ہیں یا آپ سورج کی روشنی میں زیادہ وقت گزارتے ہیں۔

۲۔ گردے کے مسائل۔

گردوں کی خرابی یا گردے کی کسی بھی قسم کی بیماری آپکے خون میں کیلشیم کی سطح کو مسلسل کم کرتی ہے۔

۳۔ کیلشیم کی کمی۔

اگر آپ کافی کیلشیم استعمال نہیں کرتے ہیں یا آپ کو ایسی بیماری ہے جو آپ کے جسم میں کیلشیم جذب کرنے کی صلاحیت میں رکاوٹ بنتی ہے تو یہ ہائپوکالسیمیا کا سبب بن سکتا ہے۔

۴۔ لبلبے کی سوزش۔

یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب آپ کے لبلبہ میں سوجن ہو جاتی ہے تحقیق سے پتا چلا ہے کہ اکثر، لبلبے کی سوزش کے لیے جسم کے حفاظتی اثرات ہائپوکالسیمیا کا سبب بنتے ہیں۔ کچھ دوائیں جو اینٹی بائیوٹک ہوتی ہیں وہ اس کا سبب بنتی ہیں۔

3- کیلشیم کی کمی کا علاج:

کیلشیم کی کمی کا علاج اس پر منحصر ہے، جب آپ کی علامات واضح طور پہ ظاہر ہوں، یہ خوراک کو بہتر طریقے اور صحیح وقت پہ استعمال کرنے کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے، کیلشیم کی کمی بہت سے کھانے کی اشیاء سے حاصل کی جاسکتی ہے، اسکے علاوہ، بہت سے وٹامن میں کافی مقدار میں کیلشیم موجود ہوتا ہے۔ ان سپلیمنٹ کا استعمال کیلشیم کی کمی کو دور کر سکتے ہیں، اس کمی کو کیلشیم سے بھرپور غذاؤں کے استعمال سے پورا کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ بیج:

خشخاش، اجوائن، اور تِل جیسے بیجوں میں قدرتی منرلز وافر مقدار میں پائے جاتے

ہیں۔مثال کے طور پر خشخاش کے ایک چمچ میں 127 ملی گرام کیلشیم ہوتا ہے جبکہ تلوں کے ایک چمچ کی مقدار 9 گرام ہے۔

۲۔ دہی:

دہی کیلشیم کا بہترین ذریعہ ہے، جبکہ اس میں پروبائیوٹکس بھی کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں جو کہ مدافعتی نظام کو بہتر بناتے ہیں۔ایک کپ دہی (245 گرام) میں 23 فیصد تک کیلشیم موجود ہوتا ہے۔

۳۔ لوبیہ اور دالیں:

لوبیہ اور دالیں فائبر، پروٹین، اور کچھ نیوٹرینٹس جیسا کہ پوٹاشیم، زنک، میگنیشیم، اور کیلشیم کا قدرتی ذریعے ہوتی ہیں، جن کے باقاعدہ استعمال سے ان نیوٹرینٹس کی کمی کو دور کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ سبز پتوں والی سبزیاں:

سبز پتوں والی سبزیاں صحت کے لیے بہت مفید ہوتی ہیں، کیوں کہ ان میں کیلشیم وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، مثال کے طور پر پکی ہوئی ایک کپ (190 گرام) سبزی میں 268 ملی گرام کیلشیم ہوتی ہے، اس کے ساتھ پالک ایسے اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے جو جسم میں کیلشیم کے جذب کو بڑھاتے ہیں۔

۵۔ پنیر:

پنیر کیلشیم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے، 28 گرام نرم پنیر میں اس منرل کی مقدار 52 ملی گرام ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ جسم بآسانی دودھ سے بنی ہوئی اشیاء سے کیلشیم جذب کرتا ہے، ان غذاؤں کے استعمال کے بعد زیادہ تر افراد میں کیلشیم کی کمی کی علامات کم ہونا شروع ہوجاتی ہیں، لیکن اگر آپ کی علامات بہتر نہیں ہوتیں تو آپکو کسی معالج سے مشورہ درکار ہوگا۔

مولانا مفتی شاہد عبید حفظہ اللہ
استاذ الحدیث ومفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

سوال: مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ بچوں کو سمجھانے کے لئے خانہ کعبہ کی ڈمی بنا کر اسکا طواف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یا اسی طرح سمجھانے کے لے جمرات کی ڈمی بنا کر اس کو کنکریاں مارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ خانہ کعبہ اور جمرات وغیرہ کی ڈمی بنانا شرعاً درست نہیں اس میں فائدے کی بجائے فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے، ڈمی بنانے میں خانہ کعبہ اور جمرات (جو کہ شعائر اسلام میں سے ہیں) کی بے ادبی کا پہلو ہے، اس سے عوام میں غلط عقائد پھیلنے کا اندیشہ ہے، لوگ ڈمی کے طواف کو فی نفسہ عبادت سمجھنے لگیں گے، جبکہ ثواب کی نیت سے غیر مشروع عبادت، باعث ثواب نہیں بلکہ باعث گناہ ہے نیز خانہ کعبہ اور جمرات کی ڈمی بنانے میں بچوں کے ناپختہ ذہنوں میں کعبۃ اللہ کے حوالے سے ایسا نظریہ پیدا ہونے کا خدشہ ہے، کہ جس طرح درگاہوں پر لوگ نذرانے دیتے ہیں لہذا اس طریقے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

طواف کا طریقہ ڈمی کے بغیر بھی سکھایا جا سکتا ہے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے جو پہلے حج کر چکے ہیں ان کی مدد لی جا سکتی ہے، اسی طرح حج کمپنیوں میں طواف کا طریقہ ڈمی کے بغیر ہی عوام کو اچھی طرح سمجھایا جاتا ہے، بچوں کو سمجھانے کے لیے مقامی علماء ومفتیان کرام حضرات کی خدمت حاصل کی جا سکتی ہیں، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

لہذا مذکورہ بالا مفاسد کی بنا پر بچوں کو طواف وغیرہ سکھانے کے لیے خانہ کعبہ یا جمرات وغیرہ کی ڈمی بنانا درست نہیں۔

نائب مہتمم حضرت مولانا حافظ زبیر حسن صاحب اور دیگر اساتذہ کی حج بیت اللہ سے واپسی

جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم و استاذ الحدیث صاحبزادہ مولانا حافظ زبیر حسن صاحب، ناظم شعبہ نشر واشاعت وتعلقات عامہ مولانا حافظ اسعد عبید صاحب، ناظم تعلیمات و استاذ الحدیث پروفیسر مولانا محمد یوسف خان صاحب، مولانا مفتی محمد زکریا اور مولانا مفتی احمد علی اور دیگر اساتذہ کرام حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وطن واپس پہنچ گئے اور انہوں نے اپنی تعلیمی اور دیگر دینی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

جامعہ اشرفیہ لاہور میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد یکم جولائی سے تعلیمی سرگرمیوں آغاز

جامعہ اشرفیہ لاہور میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات 7 جون سے 30 جون 2024ء تک ہوئیں جس کے بعد یکم جولائی سے الحمد للہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے تمام درجات میں دوبارہ مکمل تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہو گیا ہے جامعہ اشرفیہ لاہور میں دورہ حدیث کی کلاس کے بعد اب دیگر درجات میں زیر تعلیم طلباء کے لیے بھی سفید لباس وسفید ٹوپی لازمی قرار دے دی گئی اور اب جامعہ اشرفیہ لاہور میں تمام اساتذہ کرام وطلباء سفید لباس میں ملبوس ہیں۔

☆☆☆☆☆

جامعہ اشرفیہ لاہور میں حج تربیتی پروگراموں میں بڑی تعداد میں لوگوں کی شرکت

جامعہ اشرفیہ لاہور میں حسب سابق اس سال بھی 21 اپریل سے 2 جون 2024ء

تک ہر اتوار کو حج تربیتی پروگرام منعقد ہوئے جس میں سرکاری اور پرائیویٹ طور پر عازمین حج نے بڑی تعداد میں شرکت کی حج تربیتی پروگراموں سے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہٗ، پروفیسر مولانا محمد یوسف خان صاحب اور مفتی محمد زکریا صاحب سمیت دیگر علماء اور مفتی حضرات نے خطاب کرتے ہوئے حج کی فضیلت، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے فضائل، مناسک حج، حرمین شریفین اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے آداب اور حج کے متعلق دیگر احکام ومسائل بیان کیئے جبکہ پروگراموں میں حج پر جانے والی خواتین کیلئے بھی باپردہ شرکت کا اہتمام تھا۔

☆☆☆☆☆

جامعہ اشرفیہ لاہور کے علماء کا مولانا اسعد محمود مکی صاحب کے بیٹے کی وفات پر اظہار تعزیت

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے بانی وسابق مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالحفیظ مکیؒ کے چچازاد بھائی وخلیفہ مجاز مولانا اسعد محمود مکی صاحب کے جوان سالہ بیٹے مولانا عمر مکی صاحب کی اچانک وفات پر جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہ، نائب مہتمم و ناظم اعلیٰ مولانا قاری ارشد عبید صاحب مدظلہٗ، پروفیسر مولانا محمد یوسف خان صاحب، مولانا حافظ اسعد عبید صاحب، حافظ اجود عبید صاحب، مولانا زبیر حسن صاحب اور مولانا مجیب الرحمن صاحب نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم علم وعمل کے پیکر، سچے عاشق رسول ﷺ اور محافظ ختم نبوت تھے ان کی تمام زندگی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، اسلام کی اشاعت اور دین کی خدمت میں گذری انہوں نے کہا کہ وہ مرحوم کے لواحقین وورثاء اور ''خاندان مکیہ'' کے غم میں برابر کے شریک ہیں انہوں نے دعا کی اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام اور لواحقین کو صبر جمیل اور سکون عطا فرمائے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ڈاکٹر قاری محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

نفائس اقبال کا یہ بائیسواں شعر ہے جو علامہ اقبال کی نظم بعنوان مومن سے ماخوذ ہے۔ یہ نظم ضرب کلیم کے صفحہ پینتالیس پر موجود ہے۔ اس نظم کے دو حصے ہیں، پہلے حصے کا عنوان ہے ''مومن دنیا میں'' جبکہ دوسرے حصہ کا عنوان ہے ''مومن جنت میں''۔ نظم کے کل چار اشعار ہیں، جن میں سے تین پہلے حصہ میں ہیں جبکہ دوسرے حصہ یعنی مومن جنت میں کے عنوان سے صرف ایک شعر ہے۔ یہ اشعار اس وقت ملہوم منظوم ہوئے جب کہ علامہ اقبال بھوپال تشریف لے گئے تھے اور شیش محل میں موجود تھے۔ وہاں کے ماحول نے ذہن کو تحریک دی اور پیش نظر اشعار کی تخلیق ہوئی۔

ضرب کلیم علامہ اقبال کے اس دور کا کلام ہے جب آپ اپنے فکر و شعور کے اعتبار سے ذہنی ارتقاء کی آخری منزلوں کو چھو رہے تھے۔ ضرب کلیم سے پہلے کا کلام تجرباتی اور احساساتی ہے جس میں آپ تہذیب مغرب کی خامیوں، خرابیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کلام میں زیادہ تر مشاہدہ اور تجربہ کا اظہار موجود ہے۔ جبکہ ضرب کلیم میں آپ باقاعدہ مسلح ہو کر تہذیب مغرب پر حملہ آور ہوتے محسوس ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ملت اسلامیہ کو اس تہذیب کے کھوکھلے پن کا احساس دلا کر اسے بیخ و بن ہی سے اکھاڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پیش نظر شعر مومن (دنیا میں) میں تذکرہ ہے کہ مومن دنیا میں کس طرح رہتا ہے۔ اس کی زندگی دنیا میں کیسے گزرتی ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مومن کی مثال دنیا میں اس طرح ہے کہ وہ اپنے ہم فکر لوگوں میں ہوتا ہے تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا وجود محبت و مودت سے لبریز ہوتا ہے۔ اس کے وجود سے اس کے ساتھی ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں۔ اس کی ذات دوسروں کے لیے باعث رحمت ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کو فائدہ ہی پہنچاتا ہے لیکن اگر حق و باطل کا معرکہ درپیش ہو تو یہی مومن فولاد کی مانند سخت ہوتا ہے اور اسلام دشمن قوتوں پر بجلی بن کر گرتا ہے۔ وہ غلط کا ساتھ نہیں دیتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

(الفتح - آیت ۲۹)

محمد جو کہ اللہ کے رسول ہیں، ان کے ساتھیوں کی کیفیت یہ ہے کہ کفار کے لیے انتہائی سخت ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم دل ہیں، شفیق ہیں، نرم خو ہیں۔

مومن کے عنوان سے لکھی گئی یہ نظم قرآن حکیم کے اسی فرمان کی تشریح ہے۔ اگلے دو شعر ملاحظہ ہوں:

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن
جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و اسرافیل کا صیاد ہے مومن

مومن بندہ پیش آمدہ پریشان کن حالات سے گھبراتا نہیں بلکہ صبر و ثبات کے ساتھ ان کا

مقابلہ کرتا ہے۔ اگرچہ اس کی تخلیق خاک سے ہوئی، اس کی فطرت میں دنیاوی چیزوں سے محبت شامل ہے لیکن وہ دنیاوی مال ومتاع کا کبھی اسیر نہیں ہوتا۔ وہ دنیا کو بقدر ضرورت ہی اختیار کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ اِلَّا قَلِيْل

دنیاوی مال ومتاع آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑا ہے۔ اس لیے مومن کبھی دنیا کا حریص نہیں ہوتا بلکہ اس کی تگ وتاز دنیا میں آخرت ہی کے لیے ہوتی ہے۔ اس کی ذہنیت مادہ پرستانہ نہیں ہوتی، اس کے اہداف دنیاوی چکاچوند سے کہیں بلند ہوتے ہیں۔

کنجشک کا مطلب ہے چڑیا جبکہ حمام کبوتر کو کہتے ہیں۔ علامہ دنیا کی بڑی سے بڑی چیز کو چڑیا اور کبوتر سے تشبیہ دیتے ہیں کہ مومن بندہ کی نظر میں دنیا کی حیثیت چڑیا اور کبوتر کی سی ہے۔ اچھا شکاری کبھی ان کمزور پرندوں کا شکار نہیں کرتا بلکہ اس کی نظر بڑے پرندوں کی طرف ہوتی ہے۔ اسی طرح مومن بندہ کی نظریں دنیا پر نہیں جمتیں بلکہ وہ جبریل و اسرافیل جیسے فرشتوں پر نظر رکھتا ہے اور ان جیسی صلاحیتیں حاصل کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔

مومن کی یہ کیفیت تو دنیا میں ہے جبکہ جنت میں اس کی کیفیت کیا ہوگی۔ اس کے بارے میں آخری شعر میں فرماتے ہیں:

کہتے ہیں فرشتے کہ دل آویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے کم آمیز ہے مومن

جنت جیسے عظیم مقام میں بھی اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ اس کی نگاہ میں فرشتے اور حوروں کی بھی کچھ حیثیت نہ ہوگی۔ اصلاً وہ قرب الٰہی کا ہی خواہش مند ہوگا۔ مومن کی یہ کیفیت دیکھ کر فرشتے زبان حال سے کہیں گے کہ "یہ مومن عجیب ہے، ہمارے ساتھ گھلتا ملتا نہیں اور اسی طرح حوروں کی

دلکشی اور رعنائی بھی اسے اپنی طرف متوجہ نہ کر پائے گی اور حوریں بھی زبان حال سے کہیں گی کہ مومن ہم سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتا۔ اس شعر سے اصل مراد یہ ہے کہ مومن جنت کی طلب میں کوئی عمل نہیں کرتا بلکہ اس نظر کا ہدف فقط قرب الٰہی اور رضائے الٰہی ہوا کرتا ہے۔

ان اشعار میں مال و زر کی اسیری کی مذمت بھی ہے اور تصوف و سلوک کی اہمیت بھی اجاگر کی گئی ہے۔ قرآن دیناوی زندگی کو متاع الغرور کہتا ہے، یعنی دھوکہ اور سراب کی دنیا۔ ظاہری چکا چوند حقیقت میں جھوٹے رنگوں کی مالا، جبکہ مومن شخص کی زندگی:

الحب فی اللہ و البغض فی اللہ

کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس کے ہاں دوستی و دشمنی کا معیار صرف اور صرف رضائے الٰہی ہے۔ مومن دوسرے مومن سے پیار و محبت اس لیے کرتا ہے کہ وہ اس کا توحیدی بھائی ہے۔ ایک اللہ کو ماننے والا ہے۔ اسلام دشمن لوگوں سے اس کی نفرت یا مخاصمت بھی اسی لیے ہوتی ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے دشمن ہیں۔ اس جذبے اور اس محرک کے علاوہ کوئی دوسرا معیار نہیں ہوتا جس کو وہ دوستی اور دشمنی کا معیار قرار دے۔ حتی کہ مومنین کی عبادت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج بھی جنت کے حصول کے لیے نہیں ہوتے بلکہ صرف حکم الٰہی کی پابندی مقصد ہوتا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ حضرت رابعہ بصری ایک ہاتھ میں آگ، دوسرے ہاتھ میں پانی کا مشکیزہ تھامے جا رہی تھیں۔ کسی نے سبب پوچھا، بولیں کہ یہ آگ جنت کو لگاؤں گی تا کہ جنت جل کر خاکستر ہو جائے۔ پانی کا مشکیزہ دوزخ پر ڈالوں گی تا کہ وہ بجھ جائے۔ پوچھنے والے نے سبب پوچھا۔ جواب دیا، لوگ جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کے لیے اچھے اعمال کرنے لگے ہیں قرب الٰہی یا تعمیل حکم الٰہی مقصد نہیں رہا۔

ان اشعار کی اصل بھی یہی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ پشاور سے لے کر کراچی تک ہر کوئی صرف پاک فین ہی کیوں مانگتا ہے؟

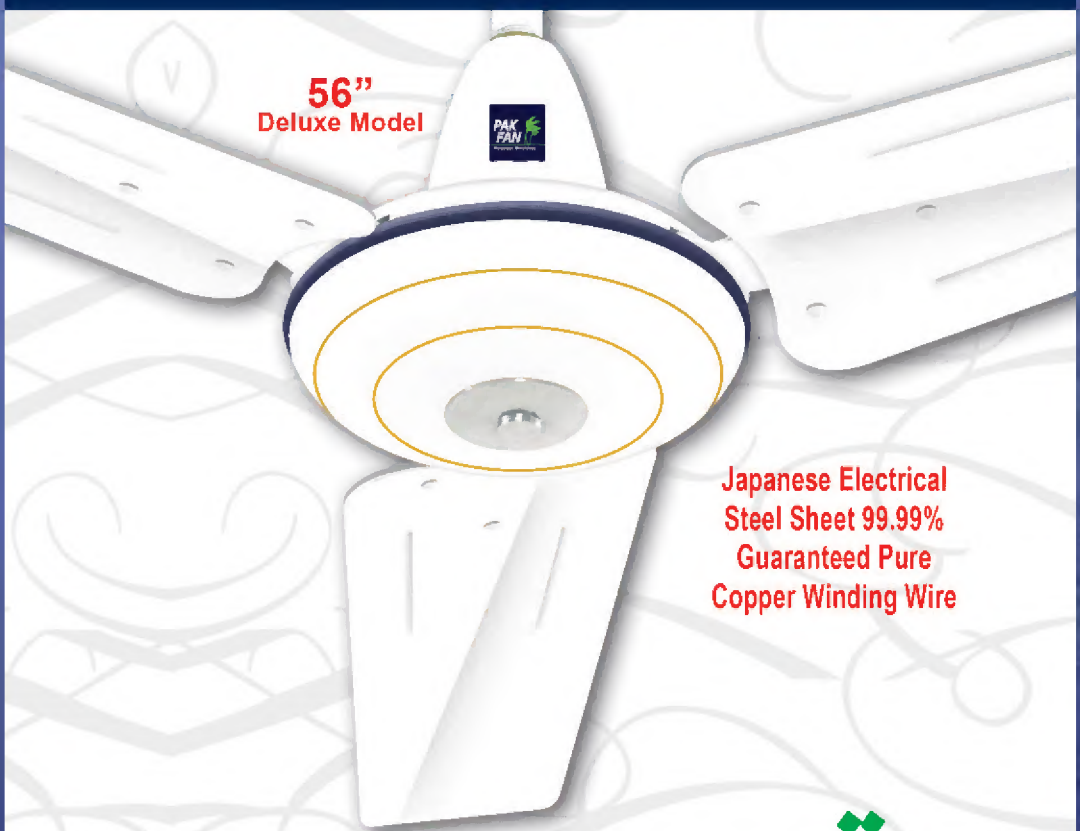

Japanese Electrical
Steel Sheet 99.99%
Guaranteed Pure
Copper Winding Wire

اس لیے کہ پاک فین کی **تعریف** تو ہر کوئی کرتا ہے۔ **شکایت** کوئی نہیں کرتا۔

یاد رکھیے پاک فین کا Deluxe ماڈل
مسجدِ نبوی کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

PAK FAN
Noiseless Matchless

Wahid Industries Limited, Gujrat.
www.pakfansofficial.com

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

Brighto™

Inspired by Nature

اب دیواریں رہیں
صاف شفاف
بِنا رنگ اُڑائے!

Brighto PAINTS

brighto.paints | Toll Free 08000-1973 | www.brightopaints.com

Monthly
AL-HASAN
JAMIA ASHRAFIA
CPL NO 142
1. Nila Gumbad, Anarkali, Lahore, Pakistan. Tel: (92-42) 3724 3761
2. Ferozpur Road, Lahore, Pakistan. Tel: (92-42) 3755 2772